بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَد نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدرٍ وَّ اَنتُم اَذِلَّۃٌ

جلد 46 — شمارہ 22

ہفت روزہ **بدر** قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

شرح چندہ: سالانہ 100 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن۔

Postal Registration No:p/GDP-23

21/ محرم 1418 ہجری 29/ ہجرت 1376 ہش 29/ مئی 1997ء

ہفت روزہ بدر قادیان۔143516

اخبار احمدیہ

ہمبرگ ۱۶ مئی ۹۷ (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ حضور انور آج کل جرمن کے دورہ پر ہیں۔ آج کا خطبہ جمعہ حضور انور نے مسجد بیت الرشید ہمبرگ میں ارشاد فرمایا جو M.T.A کے ذریعہ براہ راست نشر ہوا۔ خطبہ میں حضور انور نے نئے مبائعین کی تربیت اور نفس مطمئنہ کے حصول کیلئے احباب جماعت کو توجہ دلائی۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللّٰھم اید امامنا بروح القدس

جو شخص خدا کی طرف منسوب ہو کر بندوں کے خلاف نفرت کی تعلیم دے

وہ خدا کا سچا پرستار ہو ہی نہیں سکتا

محمود ہال لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس سوال و جواب

لندن۔ ۲۷ اپریل ۹۷ء بروز اتوار شام ساڑھے چار بجے محمود ہال لندن میں مجلس انصار اللہ برطانیہ کے زیر اہتمام اردو دان حضرات کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب کا انعقاد مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم مولانا لئیق احمد طاہر صاحب مبلغ سلسلہ نے جماعت احمدیہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے امام مہدیؑ اور مسیح موعودؑ کے مقام پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ امام مہدی اور مسیح موعود کا امت محمدیہ میں سے ہی ہونا لازمی تھا تاکہ وہ نبی اللہ ہوتے ہوئے اسلامی شریعت کے تابع اور خادم ہو۔ آپ نے اس ضمن میں بزرگان امت کے حوالہ جات بھی پیش کئے۔

اس مجلس میں سوا پانچ بجے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تشریف لا کر رونق افروز ہوئے اور بلا توقف سوالات و جوابات کا سلسلہ شروع فرمایا:

اس سوال کے جواب میں کہ عیسائی خدا تعالیٰ کو باپ کہتے ہیں جبکہ عورتیں آج کل خدا کے بارہ میں ماں کا امیج پیش کر رہی ہیں قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں کیا حقیقت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم نے لفاظی کی بجائے فطرتی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ اس نے رحمانیت کے تابع تخلیق بیان فرمائی ہے اور رحم کی مناسبت سے اسے مشابہت دی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر رحم سے رشتہ کاٹو گے تو رحمانیت سے رشتہ کاٹو گے، یہ ایک دائمی سچائی ہے جس کو لفاظی کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم نے رحمان خدا کو پیش فرمایا ہے جو رحم میں اتنا زیادہ ہے کہ کوئی مانگنے والا نہ ہو تو پھر بھی دے اور مانگنے والے پیدا کرے۔ پھر بعد میں اس کے ساتھ رحیمیت ہے جیسا کہ سورہ الفاتحہ میں ہے "الرحمٰن الرحیم" حضور نے فرمایا کہ ماں کہنے سے زیادہ سے زیادہ نو ماہ کا تعلق ذہن میں آئے گا۔ حضور نے زندگی کی پیدائش کے آغاز سے لیکر اب تک کے ادوار کا تذکرہ بڑے حسین اور جامع انداز میں مثالوں سے مزین مختصر پیرایہ میں بیان فرمایا اور بتایا کہ خدا کے احسانات لامتناہی ہیں اور ان کا تصور باندھا نہیں جا سکتا۔

مباہلہ والی آیت پیش کر کے ایک دوست نے سوال کیا کہ اس میں بیٹوں کو لانے اور عورتوں کو لانے کا ذکر ہے جبکہ رسول کریم ﷺ کا کوئی بیٹا ہی نہیں تھا۔ حضور نے فرمایا کہ دراصل اس میں سب سے پیارے وجود پیش کرنے کا ذکر ہے اس لئے لفظوں کی بحث میں نہیں الجھنا چاہئے۔

ایک اور سوال کے جواب میں حضور انور نے قرآن کریم کی موجودہ شکل اور ترتیب نزول کے باہمی فرق کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ غلط خیال ہے کہ قرآن کریم بعد میں ترتیب دیا گیا۔ جبکہ اس کی ترتیب اور تدوین کی ہدایات آنحضور ﷺ الٰہی منشاء کے مطابق ساتھ کیساتھ صحابہؓ کو بتاتے جاتے تھے کہ کس آیت کو کہاں رکھنا ہے اور کس آیت کو کہاں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ ترتیب کو حضرت عثمان غنیؓ نے بڑی کاوش سے مصدقہ شہادتوں کے ساتھ اور الٰہی تائید کے ساتھ مدون فرمایا۔ قرآن کریم کا یہ بڑا معجزہ ہے کہ ترتیب اور تدوین کے اعتبار سے بھی موقع اور محل کے لحاظ سے بھی اور بلاغت کے اعتبار سے بھی یہ ایسا کامل نمونہ ہے کہ کہیں بھی رخنہ نظر نہیں آتا۔

ایک دوست نے کہا کہ مجھے جماعت کی پانچ سال کی عمر سے واقفیت ہے، ان لوگوں میں بہت خلوص اور محبت ہے اس کے باوجود لوگ مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کی جماعت بھی رحماء بینھم کا مصداق تھی لیکن سب سے بڑا دشمن آپ کا ماحول ہو گیا۔ اس سے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانے میں بھی یہی ہوا اس کا مطلب یہ ہے کہ دشمنی کا موجب تعلیم نہیں ہے بلکہ دشمنوں کے دل کی گواہی ہے کہ یہ لوگ بالآخر غالب آنے والے ہیں احمدیت کی تاریخ میں یہ دشمنی بڑھی ہے اور اس سختی کا سبب جماعت کی ترقی ہے اور اس وجہ سے دشمن مقابلہ نہ کر سکنے کی بناء پر دشمنی میں بڑھتا ہے اور سب دشمن اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

امام مہدی اور مسیح موعود کے مقام کے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضور نے بتایا کہ قرآن کریم نے مہدویت کی تعریف میں وہی کچھ بیان فرمایا ہے جو نبیوں کیلئے فرمایا۔ اس لحاظ سے امام مہدی کا مقام نبی اللہ کا مقام ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ کسی زمانے کا انسان ہو کسی تہذیب کا انسان ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے شعور میں ایک مذہب پیدا کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی یہی فرمایا ہے کہ اس نے انسانوں کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے۔ انسان کو اچھے کو اچھا سمجھنے کی صلاحیت دی گئی ہے اس لئے ' ت کے ودیعت فرمودہ اس تقاضے پر محض عمل کر کے ہی بخشش کا حقدار نہیں بنتا۔ اس کیلئے اسے مامورین پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

ایک سوال یہ تھا کہ قرآنی تعلیم انسانی حقوق کے بارہ میں کیا ہے۔ اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ کوئی شخص خدا کا سچا پرستار ہو ہی نہیں سکتا اگر خدا کی طرف منسوب ہو کر دوسروں کے خلاف نفرت کی تعلیم دے۔

سائیکالوجی کی ایک طالبعلم خاتون کی طرف سے دجال کی حقیقت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی طور پر آسمان پر جانے کے متعلق ایک سوال پر حضور نے سائنسی نقطہ نگاہ سے حضرت عیسیٰؑ کے مادی طور پر چوتھے آسمان پر موجود ہونے کے خیال کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا اور رسول کے عارفانہ کلام کو اگر لفظی اور سطحی سمجھیں تو بہت بڑی قیمت دینی پڑتی ہے مثلاً قرآنی تعلیم ہے کہ مرد عورت کا لباس ہے اور عورتیں مرد کا لباس۔ اس کو اگر لفظی بنا دیا جائے تو کتنا بھیانک منظر ابھرے گا حضور نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ کی پیشگوئیاں آسمانی آوازیں ہیں۔ ان کا زمینی ترجمہ کرنا انسان کو زیب نہیں دیتا اسی طرح دجال کی حقیقت سے متعلق حضور نے تفصیل بیان فرمائی۔

ایک سائل نے کہا کہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ جوڑے اور رشتے آسمان پر بنتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہر چیز کے جوڑے بنانے کا ذکر قرآن میں ہے مگر یہ کہیں نہیں کہ رشتے آسمان پر بنائے گئے ہیں۔ حضور نے اس ضمن میں حدیث نبویؐ سے رشتوں کے طے کرنے سے متعلق حضور اکرم ﷺ کی نصیحت بیان فرمائی جس میں انتخاب کے وقت دین کو ترجیح دینے کی تلقین فرمائی ہے۔

ایک سوال تھا کہ وہ مسلمان طبقہ جن کا تعلق بنیاد پرستوں (Fundamentalists) سے ہے وہ اسلام

(باقی صفحہ ۱۱ کالم نمبر ۱-۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان : :

حج کے نام پر بنی نوع انسان میں نفرت پھیلانا اور تفریق کرنا حج کے مضمون سے بغاوت کرنا ہے

خطبہ عیدالاضحیہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۱ مئی ۱۹۹۴ء بروز ہفتہ بمطابق ۲۱ ہجرت ۱۳۷۳ ہش بمقام اسلام آباد (برطانیہ)

(خطبہ عید کا یہ متن ادارہ، بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

اشهد ان لا إله إلا الله وحده لا شريك له
واشهد ان محمداً عبده و رسوله-
اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم-
بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم -
مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم -صراط الذين أنعمت
عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-
ولكل امةٍ جعلنا منسكاً ليذكروا اسم الله علىٰ ما
رزقهم من بهيمة الانعام فالٰهكم اله واحد فله اسلموا
و بشر المخبتين- الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم
والصّٰبرين علىٰ ما اصابهم والمقيمى الصلوة و مما
رزقنٰهم ينفقون- (سورۃ الحج: ۳۶،۳۵)

یہ آیات سورہ الحج کی آیات ۳۵ اور ۳۶ ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے- ان کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر قوم اور ہر ملت کے لئے ہم نے قربانیوں کا ایک طریق مقرر فرما رکھا ہے "ليذكروا اسم الله علىٰ ما رزقهم" تاکہ جو کچھ بھی اللہ نے انہیں رزق عطا فرمایا ہے اس پر وہ اللہ کا نام لیں- "من بهيمة الانعام" ان جانوروں میں سے جو چوپائے ہیں- جب ان کو وہ خدا کی خاطر، خدا کے نام پر اس کی اجازت سے قربانی کے لئے پیش کریں یا کھانے کے لئے استعمال کریں تو ان پر اللہ کا نام پڑھا کریں- "فالٰهكم اله واحد" اور تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے "فله اسلموا" پس اسی کے حضور فرمانبرداری کے ساتھ جھکو- "و بشر المخبتين" اور وہ لوگ جو عاجزی اختیار کرتے ہوئے خدا کے حضور جھکتے ہیں ان کو خوشخبری دے دو- وہ لوگ کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل تھر تھرا اٹھتے ہیں اور وہ جو مصیبت ان کو پہنچتی ہے اس پر صبر کرنے والے ہوتے ہیں اور نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں یعنی اللہ کے نام پر، نیک کاموں پر اس رزق کو خرچ کرتے ہیں-

پس یہ شرطیں ہیں ان لوگوں کی جو خدائے واحد کے بندے ہیں اور یہ تمام شرطیں ہیں جو انہیں انسانی نقطہ نگاہ سے ایک ہاتھ پر جمع کر کے خدائے واحد سے ان کا تعلق پیدا کرتی ہیں- یعنی خدا کے نام پر دلوں کا تھر تھرا جانا، یعنی جھر جھری طاری ہو جائے دلوں پر جب اللہ کا نام سنیں- یہ مراد نہیں کہ ہر وقت، ہر مجلس میں جب خدا کا نام آئے تو ایسا واقعہ ہو مگر مراد یہ ہے کہ ان کی زندگیوں میں بعض ایسے لمحے آتے ہیں کہ اللہ کا نام سنتے ہی محبت اور عشق اور اس کے رعب سے جھر جھری طاری ہو جاتی ہے اور دلوں پر گویا ایک قسم کا زلزلہ آجاتا ہے- یہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا کہ وہ صبر کرنے والے ہیں- ایک یہ صفت ہے جس سے وہ پہچانے جا سکتے ہیں- اور نماز قائم کرتے ہیں یعنی عبادت کرتے ہیں- نماز سے مراد ضروری نہیں کہ اسلامی نماز ہی یہاں مذکور ہو کیونکہ تمام دنیا کی تمام قوموں کا ذکر چل رہا ہے- اور جو کچھ ہم انہیں دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں- یہ تین بنیادی صفات ہیں جو انہیں خدائے واحد سے جوڑتی ہیں اور ان صفات کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہوتا ہے اور جہاں تک دنیا کے مذاہب پر نظر ڈالی جائے خواہ وہ کسی قوم، کسی خطہ ارض سے تعلق رکھتے ہوں کسی زمانے کے ہوں، ان سب میں یہ قدر مشترک آپ کو دکھائی دے گی- پس حج کے ذکر میں وہ باتیں بیان فرمائی جارہی ہیں جن کا تمام بنی نوع انسان سے تعلق ہے اور اس پہلی آیت کا جو میں نے تلاوت کی عنوان ہی یہ لگایا ہے "ولكل امة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله" ہم نے ہر قوم کے لئے ایک قربانی کا طریق مقرر فرما رکھا تھا-

یہ مضمون صرف مسلمانوں سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ تمام بنی نوع انسان سے تعلق رکھتا ہے اور حج کا مضمون بھی صرف مسلمانوں ہی سے نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان سے تعلق رکھتا ہے- اسی لئے قرآن مجید نے جہاں خدا کے پہلے گھر کی تعمیر کا ذکر فرمایا جو "بکہ" میں واقعہ ہے تو فرمایا یہ تمام بنی نوع انسان کی خاطر بنایا گیا تھا- "ان اول بيت وضع للناس للذى ببكة" وہ پہلا گھر جو ہدایت کے لئے بنی نوع انسان کی خاطر بنایا گیا وہ مکہ میں واقع ہے- پس حج دراصل مسلمانوں کے ایک ہونے کے علامت نہیں، مسلمانوں کے امت واحدہ بننے کی علامت نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کے امت واحد بننے کی علامت ہے- اور اس پہلو سے حج کا مضمون دنیا کی ہر مذہبی قوم میں پایا جاتا ہے گویا دنیا کی تمام قوموں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کے لئے آغاز ہی سے تیار کیا جارہا تھا- اگر عیسائیوں میں آپ دیکھیں تو عیسائیوں میں بھی حج کا مضمون نہ صرف پایا جاتا ہے بلکہ اس کثرت سے مختلف مواقع کے حج کئے جاتے ہیں کہ شاید مذہبی تاریخ میں اس سے زیادہ حج کے مقامات آپ کو کہیں دکھائی نہ دیں گے جتنا عیسائی قوم میں ملتے ہیں خصوصا رومن کیتھولکس میں مختلف Saints کے نام پر مختلف حج کی جگہیں بنا رکھی ہیں- کہیں وہ لوگ ننگے پاؤں پیدل سفر کر کے جاتے ہیں کہیں بعض اور خاص رسوم ادا کرتے ہوئے جاتے ہیں- غرضیکہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں ایسے مقامات عیسائی قوم میں متبرک سمجھے جاتے ہیں جہاں وہ سال میں یا چند سالوں میں ایک دفعہ حج کرنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں-

یہود کا حج فلسطین میں واقع یروشلم سے تعلق رکھتا ہے اور سب دنیا جانتی ہے کہ یروشلم کے مقدس مقامات کی زیارت اور وہاں دیوار گریہ سے سر پیٹنا اور مسیح کی آمد کے لئے دعائیں کرنا یہ ان کا ایک قسم کا حج ہے- اور اسی طرح ہیکل سلیمانی ہے اس کی زیارت اور دوسرے مقدس مقامات کے گرد چکر لگانا، یہود میں بھی گویا حج کی یہ رسمیں پائی جاتی ہیں- اور جہاں تک ہندوؤں کا تعلق ہے ہندوستان کی سب سے بڑی قوم ہندو ہے اور مذہبی لحاظ سے ان میں بھی بہت سے ایسے متبرک مقامات ہیں جہاں باقاعدہ ہر سال حج ادا کی جاتی ہے چنانچہ اس کو یاترا کہتے ہیں- مقدس مقام پر جانا اور حج کرنا اسے یاترا کہا جاتا ہے- اڑسٹھ ایسے مقدس مقامات ہندوستان میں ہیں جہاں یا کسی نہ کسی فرقے کا حج کا مقام ہے یا تمام ہندو اسے متبرک سمجھتے ہیں اور سب سے زیادہ مقدس بنارس ہے- بنارس میں ہر سال تقریبا دس لاکھ ہندو حج کے لئے جمع ہوتے ہیں - اسی طرح متھرا ہے اور بہت سے مقامات ہیں جن میں حج کیا جاتا ہے اس کی ساری فہرست تو میں آپ کو پڑھ کر سنا نہیں سکتا لیکن تیر تھ یاترا کے جو دو اہم بنیادی مقامات ہیں ان میں سے بنارس سب سے بڑا ہے اور اس کے بعد جگنا تھ پوری ہے اور عجیب بات ہے کہ ہر جگہ حج کے ساتھ کم و بیش ایک ہی قسم کے مناسک کا تعلق ہے- ہر حج کے ساتھ قربانی کا مضمون لاحق ہے اور جڑا ہوا ہے اسے حج کے تصور سے الگ نہیں کیا جا سکتا-

مختلف دنیا میں جو حج کئے جاتے ہیں ان میں سر منڈانا بھی شامل ہے چنانچہ جب آپ ہندوؤں کی تیر تھ یاترا کو دیکھیں تو بکثرت سر مونڈے جاتے ہیں- صرف ایک لٹ نشانی کے طور پر باقی رکھ لی جاتی ہے باقی تمام سر، جس کو وہ خدا سمجھتے ہیں اس کی خاطر، مونڈ لئے جاتے ہیں- اور اسی طرح وہ مقدس مقامات کے طواف بھی کرتے ہیں وہاں کئی قسم کے بھجن گاتے ہیں- اپنے لباس کو وہ کم سے کم کرتے ہیں- بعض صرف ایک چادر میں لپٹے ہوئے حج کرتے ہیں یعنی تیر تھ یاترا- غسل بھی حج کے ساتھ متعلق ہے- بنارس کے پانی کو منبع سے لے کر اس کے آخر تک مقدس سمجھا جاتا ہے اور وہ پانی تبرک کے طور پر اسی طرح وہ لے کر اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں جس طرح مسلمان حج ادا کرنے والے آب زمزم کی بوتلیں بھر کر اپنے گھروں کو واپس آتے ہیں- تو یہ ایک عجیب مضمون ہے جس کو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور کسی کتاب نے اس کا ذکر نہیں کیا- آپ دنیا بھر کے مذاہب کا مطالعہ کر کے دیکھ لیجئے حج کا ذکر تو وہاں ملے گا مختلف رنگوں میں- لفظ حج استعمال ہو یا نہ ہو لیکن ایسا عبادت کا مفہوم جس میں ایک مقدس مقام کی زیارت ہو- جاتے ہوئے ان میں بہت سے ایسے ہوں جو سر مونڈ چکے ہوں اور یہ بھی ایک اخلاص کی اور سپردگی کی علامت ہے- پھر کپڑوں میں سادگی، ایک چادر میں لپٹے ہوئے ہونا، پھر اشنان کرنا اور وہاں سے کوئی مقدس چیز تبرک کے طور پر لے کر واپس لوٹنا، وہاں قربانیاں کرنا، بنی نوع انسان کی بہبود کے لئے کثرت سے خیرات کرنا اور بنی نوع انسان کی خاطر یا اللہ کی خاطر بنی نوع انسان کی خدمت کرنا- یہ تمام وہ مضامین ہیں جن کا حج سے تعلق ہے- پس یہ ایک عالمگیر نظام ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو بالآخر ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے بنایا-

لیکن یہ ایک عجیب بات ہے اور مسلمانوں کے لئے انتہائی دکھ کا مقام ہے کہ وہ حج جو بعض مخصوص قوموں یا ملکوں یا مذاہب سے تعلق رکھتے تھے اور عالمگیر نہیں تھے ان کے حج کے مقامات پر تو تمام بنی نوع انسان کو کھلی اجازت ہے کہ وہ آئیں اور اسی طرح حج کریں لیکن وہ حج جو تمام حجوں کا ارتقاء تھا، جس کی تیاری کی خاطر تمام بنی نوع انسان کو، تمام مذاہب کو تربیت دی جارہی تھی وہاں اب قدغن لگ چکی ہے اور تالے پڑے ہوئے ہیں اور پہرے دار بیٹھے ہوئے ہیں کہ مسلمانوں کے سوا اور کسی کو حج کی اجازت نہ دی جائے- حیرت ہوتی ہے اور انسان دکھ سے بے قرار ہو جاتا ہے کہ عجیب بات ہے کہ وہ ایک حج جس کے متعلق قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ اس گھر کے ارد گرد کیا جاتا ہے جو "اول بيت وضع للناس" پہلا گھر جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا تھا وہاں تمام بنی نوع انسان کو جانے کی اجازت نہیں ہے- اور وہ گھر جو بعض محدود قوموں کے لئے، بعض خاص مذاہب کے لئے بنائے گئے تھے ان کے دل اتنے وسیع ہیں کہ وہ تمام دنیا کو دعوت دیتے ہیں کہ بے شک آئیں اور ہماری طرح حج کریں- یہ شرط سب میں قدر مشترک ہے- اگر آپ ہندوؤں کی تیر تھ یاترا کریں یعنی حج کے مقامات کی زیارت کریں تو قدرتی بات ہے کہ وہ یہ کم ہی پسند کریں گے کہ آپ وہاں جا کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کریں اور مسلمانوں کی طرح وہاں اپنی رسوم عبادت ادا کریں- اگر آپ عیسائیوں کے کسی حج میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو قدرتی بات ہے کہ وہ یہ پسند نہیں کریں گے- مگر اگر آپ ان کی عبادتوں کے طریق کو اپناتے ہوئے وہاں جاتے ہیں تو اس سے ان کو کوئی غرض نہیں کہ آپ کے مذہب کا نام کیا ہے، کس قوم سے، کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں- ان کی طرح ان کے مقدس مقامات پر فریضہ حج ادا کریں تو سب کے لئے کھلی اجازت ہے کہ شوق سے آئیں اور جو چاہے کریں- لیکن جس حج کی ممانعت کا میں ذکر کر رہا ہوں وہاں یہ بحث نہیں کہ کوئی مسلمانوں کی طرح حج کرتا ہے یا نہیں- بحث تو یہ ہے کہ اس کا مذہب کیا ہے اگر اس کا مذہب کچھ اور نکلے اور پولیس کی تحقیقات سے ثابت ہو جائے کہ اس کا اصل مذہب عیسائی تھا یا کچھ اور تھا تو ان کو کڑی سزائیں دی جائیں گی-

پس کیسا مضمون الٹ گیا ہے، تہہ و بالا ہو گیا ہے- وہ حج کا ایک مقام جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا تھا وہ تمام بنی نوع انسان کے لئے کھلا نہیں رہا اور وہ مقامات جو خاص قوموں کے لئے بنائے گئے تھے وہ تمام بنی نوع انسان کو اپنے ہاں آنے اور تیر تھ یاترا کی اجازت دیتے ہیں بلکہ اگر کوئی آئے تو وہ اس پر فخر محسوس کرتے ہیں- پس حج کا یہ جو مرکزی نقطہ ہے اسے آپ یاد رکھیں اور جماعت احمدیہ کو ہمیشہ کے لئے یہ پیغام دل نشین کر لینا چاہئے کیونکہ ہم نے اسلام کی سچی قدروں کو دوبارہ اجاگر کرنا ہے اور تمام بنی نوع انسان کو قرآن کی تعلیم کی طرف بلانا ہے اور قرآن کی تعلیم کے ان حسین پہلوؤں کو جو بعض لوگوں کے تعصبات کے

تلے دب چکے ہیں جیسے کسی خوبصورت چیز پر رفتہ رفتہ گرد کی تہیں جم جاتی ہیں انہیں صاف کرنا ہے، اس کی گرد کو دور کرنا ہے، یہ روحانی غسل خانہ کعبہ کو دیتا ہے کہ جس غسل کے بعد پھر وہ خانہ کعبہ ابھرے جو محمد رسول اللہ کے دل پر جلوہ گر ہوا تھا، جس کی ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے تعمیر کی تھی اور وہ اجنبی لوگ جن کا نام نہیں لیا گیا اور ہمیشہ دل حیرت سے ان کا تصور باندھتا ہے کہ قرآن کریم میں ان کا بے نام ساذکر ہے۔ "اول بیت وضع للناس" کچھ خدا کے بندے ایسے تھے جنہوں نے وہ گھر تعمیر کیا تھا۔ کون تھے؟ ہم نہیں جانتے۔ کتنے زمانے پہلے کی بات ہے؟ ہمیں کچھ علم نہیں۔ مگر وہ پہلا گھر جو تمام بنی نوع انسان میں مشترک تھا یقیناً اسی زمانے کی تعمیر ہوگا جبکہ بنی نوع انسان خود ایک خاندان کی طرح تھے جبکہ انسانیت کا آغاز ہوا تھا۔ جبکہ حیوانی دنیا سے ایک عظیم ارتقاء کے نتیجہ میں، ایک حیرت انگیز انقلابی ارتقاء کے نتیجہ میں انسان کا وجود پہلی دفعہ منصہ شہود پر ابھرا۔ اس عالم میں ایک حیرت انگیز اضافہ ہوا۔ اچانک گونگے جانوروں کی بجائے جو اپنے مافی الضمیر کو وضاحت سے ادا کرنے سے قاصر تھے ایک ایسا وجود ابھرا جو "سمیعاً بصیراً" تھا۔ وہ سنتا بھی تھا اور دیکھتا بھی تھا اور بولنے کی اور بیان کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔ وہ زمانہ ہے جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کی یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور اسی لئے اس گھر کا ایک نام "بیت عتیق" رکھا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اس کے مختلف نام ہیں ان میں سے ایک نام بیت عتیق ہے یعنی قدیم ترین گھر۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ بعض دوسرے مذاہب میں بھی عتیق ہونے کے دعوے ان کے مقدس مقامات سے وابستہ ہیں اور جہاں تک ہندوازم کا تعلق ہے ان کے نزدیک تو ان کی کتاب بھی یعنی وید مقدس اتنی قدیم ہے کہ زمانے کے آغاز سے پہلے تھی اور قدیم ترین ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی تہذیب بھی قدیم ترین ہے اور ان کے مقدس مقامات بھی قدیم ترین ہیں حالانکہ جہاں تک بنارس کا تعلق ہے، معلوم انسانی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ بنارس پہلی مرتبہ مسیح سے چھ سو سال قبل وجود میں آیا اور اس کے تقدس کی تاریخ مسیح سے چھ سو سال قبل شروع ہوتی ہے یعنی حضرت بدھ علیہ السلام سے ایک سو سال پہلے۔ مگر قدامت کے دعوے بہر حال موجود ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ قدامت کے دعوے ان قوموں نے پرانی قوموں سے ورثے میں پائے ہیں اور قدامت سے مراد وہی ایک گھر ہے جسے بیت عتیق کہا گیا ہے اور اس گھر سے وابستہ پیغام ہی قدیم ترین پیغام ہے اور وہی ہے جو سب سے پہلے وجود میں آیا اور وہ دین ابراہیمی ہے جو ابراہیمؑ سے پہلے ہی وجود میں آچکا تھا۔

جب ہم یہ سنتے ہیں کہ ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ وید، آفرینش سے پہلے، انسان یا کائنات کی بناوٹ سے پہلے سے موجود ہیں تو بظاہر تعجب کی بات ہے اور بعض لوگ نادانی میں اس خیال کو ایک غلط خیال سمجھ کر رد کر دیتے ہیں۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ تمام کلام الٰہی، اس کا کچھ بھی نام رکھ دیا جائے، وہ ہمیشہ سے ہے ان معنوں میں کہ لوح محفوظ میں وہ کلام موجود تھا۔ ابھی تخلیق کائنات بھی نہیں ہوئی تھی تو الٰہی کلام خواہ وہ کسی نام سے دنیا پر ظاہر ہوا ہو وہ ان معنوں میں موجود تھا۔ یہی وجہ ہے یعنی اس مفہوم کو سمجھتے ہوئے پرانے زمانے میں یعنی اسلام کے وسطی ازمنہ میں اس بات پر بہت بحثیں چلیں کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے۔ اور یہ بحثیں اتنی شدت اختیار کر گئیں کہ بعض لوگ جو اس بات کے قائل تھے کہ قرآن مخلوق ہے جب ان کا زور چلا تو ان لوگوں کو انہوں نے کوڑے مروائے ان کو پھانسیوں پر چڑھا دیا۔ بعض دفعہ ان کی قبریں اکھیڑیں اور انہیں مرنے کے بعد ان کے پنجروں کو پھانسیوں پر لٹکایا کہ وہ ہمارے عقیدے کے خلاف بات کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو یہ سمجھتے تھے کہ خدا کا کلام ہمیشہ سے ہے اسے مخلوق کہنا قرآن کریم کی یا کلام کی بے حرمتی ہے، وہ جب طاقت میں آتے تھے تو وہ لوگ جو کہتے تھے کہ مخلوق ہے ان کو کوڑے لگائے جاتے تھے اور ایسے ایسے دردناک واقعات اسلامی تاریخ میں اس موضوع پر ملتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل جو چار فقہوں میں سے ایک فقہ کے ایک عظیم امام ہیں، آج کی دنیا میں ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ان کے خلاف کوئی حکومت فتویٰ دے یا کچھ علماء کفر کا فتویٰ دیں۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ الٰہی کلام قدیم سے نہیں بلکہ ازل سے ہے اور وہ چیز جو خدا کی ذات کے ساتھ ہمیشہ سے موجود ہو وہ ایک قسم کا Blue Print ہے جس میں وہ محفوظ ہوتا ہے، اس کو تخلیق نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ اس جرم میں ان کو پا بہ سلاسل اور ہاتھوں میں بھاری ہتھکڑیاں ڈال کر قضا میں پیش کیا گیا۔ قضاء سے فتویٰ صادر ہوا یہ شخص اول قسم کا مرتد اور دنیا کو گمراہ کرنے والا اور بہکانے والا ہے۔ چنانچہ ان کی سزا یہ مقرر کی گئی کہ کڑی دھوپ میں ان کو زنجیروں میں باندھ کر بٹھایا گیا اور جلاد ان پر کوڑے برساتا رہا اور جب ایک جلاد تھک جاتا تھا تو ایک اور جلاد ان پر کوڑے برسانے کے لئے آجاتا تھا اور برستے ہوئے کوڑوں میں وہ یہی کہتے رہے کہ کلام اللہ تخلیق نہیں ہے۔ اللہ کا کلام ہمیشہ سے خدا کے ساتھ ہے۔

پس عتیق کے معنے سمجھنے میں بھی لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں اور خدائی اپنے ہاتھوں میں لی ہے اور خدا کے پاک بندوں کو اذیت دینے اور دردناک سزائیں دینے کی ذمہ داری قبول کرلی، یہ جسارت کی کہ خدا بن بیٹھے اور اس دنیا میں ہی حشر قائم کر دیا مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان کو آخر انسانیت سیکھنی ہوگی۔ کوئی الٰہی تعلیم انسانیت سے ہٹ کر اور اس سے متصادم نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک بنیادی قانون ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی نہ کبھی آئندہ ہوگی۔ پس ہر وہ تعلیم جو سچی ہے اس کی اصطلاحوں کے وہ معنی ہی قابل قبول ہوں گے جو ہر فطرت کو یعنی انسانی فطرت کو قبول ہوں۔ صرف ذہنی ورزشوں کے نتیجہ میں معنے ظاہر نہ کئے جائیں بلکہ گہرے انسانی فطرت سے وابستہ معنے ہوں۔ پس ان معنوں میں جب ہم خانہ کعبہ کو قدیم دیکھتے ہیں اور بعض دوسرے مذاہب کے دعاوی اس کے مقابل پر دیکھتے ہیں جب وہ کہتے ہیں ہمارے مراکز قدیم سے ہیں تو اس میں کسی اشتعال انگیزی کی بات نہیں، کسی غصے اور بھڑک اٹھنے کی بات نہیں ہے، کوئی حرج نہیں ہے اگر ہندو اپنے مقدس مقامات کو قدیم کہتے ہیں یا اپنی ویدوں کو قدیم کہتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو اس طرح حل کیا کہ قدیم اس چیز کو کہا جس کا کوئی نام نہیں رکھا اور صرف خدا سے اور بنی نوع انسان سے وابستہ کردیا۔ "ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة" وہ پہلا گھر جو بنی نوع انسان کی خاطر، جس میں تمام بنی نوع انسان شامل ہیں۔ ان میں ہندو بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں، سکھ بھی ہیں، یہودی بھی ہیں، زرتشتی بھی ہیں، بدھسٹ بھی ہیں، تاؤسٹ بھی ہیں، کنفوشنسٹ بھی ہیں۔ ہر قسم کے مذاہب جن کا آپ تصور باندھ سکتے ہیں وہ تمام اس آیت کے فیض کے دامن میں ہیں، اس فیض کے سائے میں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان سب کی خاطر ہم نے پہلا گھر یہاں بننے دیا تھا یا ایسا واقعہ ہوا کہ پہلا گھر یہاں بنایا گیا۔ اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے؟ ان کا مذہب کیا تھا؟ اس کا کوئی نام نہ بتلایا گیا ہے نہ ہمیں سوچنے کی ضرورت ہے کیونکہ ناموں ہی سے بعد میں یہ جھگڑے چلے ہیں۔ ان کا مذہب وہی ہے جو ان آیات کریمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ وہ تھے جنہوں نے خدا کی خاطر، خدا ہی سے قربانی کرنے کے طریق سیکھے اور "ذللا" جھکتے ہوئے اور عاجزی کے ساتھ ان رستوں کی پیروی کی اور پھر ان میں جو صفات ابھری ہیں وہ یہ تھیں کہ اللہ کی محبت ان کے دلوں پر قابض ہو گئی۔ اللہ کی محبت نے انکے دلوں پر غلبہ پالیا اور خدا کا نام سن کر بعض دفعہ ان کے دلوں پر ایک زلزلہ طاری ہو جاتا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جب بھی ان کو دنیا میں تکلیفیں پہنچتی ہیں یہ صبر کرتے ہیں اور واویلا نہیں کرتے، عبادت کو قائم کرتے ہیں اور بنی نوع انسان کے لئے اللہ کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔

پس یہ وہ صفات ہیں جن کی خاطر، جن کو پھیلانے کے لئے ہمیں عالمی جہاد کرنا ہوگا اور اگر ہم یہ جہاد کریں اور خدا کی عبادت کو خدا کی خاطر خالص کر کے قائم کر دیں اور ایسے دل پیدا کریں جو اللہ کی محبت میں گرفتار ہوں اور ایسے صابرین پیدا کریں جن کو ہر مصیبت خدا کی محبت میں آسان دکھائی دیتی ہو۔ صبر کی یہ تعریف ہے جو سمجھنی ضروری ہے اور اس حج کے تعلق میں صبر کا مضمون آپ پر روشن کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ حج کے ساتھ صبر کا ایک گہرا تعلق ہے۔ اس کی تفصیل میں آج نہیں جاؤں گا لیکن پھر کبھی انشاء اللہ اس مضمون کو کھولوں گا لیکن سرِ دست یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ صبر کا حج کے ساتھ ایک بہت گہرا اور دائمی تعلق ہے۔ صبر کے نتیجے میں حج عطا ہوتا ہے اور حج کے مناسک ادا کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ اس خانہ کعبہ کی تعمیر نو جب ہوئی تھی تو اس میں بھی تو صبر ہی تھا جو سب سے زیادہ کار فرما تھا۔ حضرت ہاجرہؑ اور آپ کے بیٹے اسماعیلؑ نے جو نمونے خدا کی خاطر دکھائے ہیں وہ صبر کے ہی تو نمونے تھے۔ کس طرح بیٹا وہاں پیاس کی شدت سے ایڑیاں رگڑ رہا تھا اور کس بے چینی سے ماں صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگا رہی تھی جیسے کوئی غم میں دیوانی ہو چکی ہو۔ اور پھر بھی خدا کی خاطر اس نے صبر کیا اور اس بچے نے صبر کیا اور ابراہیمؑ، ان کے باپ نے صبر کیا اور اس کے نتیجے میں حج کا وہ جاری چشمہ جو کسی زمانے میں بند ہو چکا تھا از سر نو پھر جاری کیا گیا۔ پس صبر کرنے والے دنیا میں پیدا کرنے ہوں گے اور صبر کا عشق الٰہی سے تعلق ہے کیونکہ کوئی مصیبت دنیا میں عشق کے بغیر آسان نہیں ہو سکتی۔ اور جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپنے لگ جاتے ہیں۔ تو مراد یہ ہے کہ محبت کے غلبے سے کانپ اٹھتے ہیں اور ایسے لوگوں کو ہر دوسری مصیبت اللہ کی خاطر آسان دکھائی دیتی ہے کیونکہ اللہ ہی ہے جو سب کچھ عطا کرنے والا ہے۔ وہی مقصود ہے، وہی مطلوب ہے، اسی نے پیدا کیا، وہی واپس لے جانے والا ہے۔ پس محبوب کا ہاتھ کچھ دے کر واپس لے تو جاہل ہوگا جو اس ہاتھ کو جھٹک دے، پاگل ہوگا جو اس ہاتھ کو جھٹک دے، عشق سے عاری ہوگا جو اس ہاتھ کو جھٹک دے۔ پس اللہ کا ہاتھ جب کچھ دیتا ہے اور پھر واپس لے لیتا ہے یا اس کی تقدیر بعض طاقتوں کو اجازت دیتی ہے کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچائیں تو چونکہ یہ سب کچھ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر مومن کو بہر حال برداشت کرنا ہے کیونکہ اللہ کی محبت کی خاطر اس کی تقدیر کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہوتا ہے یہ ایک عاشق کا مزاج ہے اسی لئے اس کے معاً بعد اللہ تعالیٰ نے صبر کا مضمون بیان فرمایا کہ یہ وہ لوگ جو حج کی پیداوار ہیں یعنی ملت واحدہ کا جزو ہیں جو تمام مختلف قوموں میں پیدا ہوئے ان میں قدر مشترک رکھنے والے یہ لوگ ہیں یعنی وہ جو اللہ کی محبت میں گرفتار، اس سے کلیتہً مغلوب اور پھر وہ جو خدا کی خاطر ہر دوسرے نقصان کو شوق سے برداشت کر لیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا بیٹا مبارک احمد بہت پیارا تھا مگر جب وہ فوت ہوا تو دیکھیں کیسا پیارا کلام ہے جس میں آپؑ نے اس مضمون کو بیان فرمایا کہ

مبارک ہمیں بہت پیارا تھا
وہ آج ہم سے جدا ہوا ہے ہمارے دل کو حزیں بنا کر

لیکن پھر یہ فرمایا:

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ٹھیک ہے بہت پیاری چیز تھی جو واپس چلی گئی لیکن جس نے بلایا ہے وہ تو سب سے پیارا ہے۔ پس اس پیارے کی خاطر ادنیٰ پیاروں کو رخصت کر دینا یہی صبر ہے اور اس پر واویلا نہ کرنا یہی صبر ہے اور یہی مفہوم ہے اس آیت کا۔

اس کے بعد فرماتا ہے "والمقیمی الصلوٰة"

یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں۔ عبادت، اللہ سے محبت کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے جو ایک باقاعدہ طریق کے مطابق ہمیں سکھایا گیا ہے۔ اگرچہ ذکر الٰہی بھی عبادت میں داخل ہے۔ اللہ کے تعلق میں ہر وہ حرکت جو انسان اپنی زندگی میں کرتا ہے اگر وہ تعلق کے تابع ہے اور اللہ کے تعلق میں رونما ہو رہی ہے تو وہ سب کچھ بھی عبادت بن جاتا ہے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اپنی بیوی کے مونہہ میں لقمہ بھی ڈالتے ہو اس لئے کہ اللہ چاہتا ہے کہ تم اپنی بیوی سے حسن سلوک کرو تو یہ بھی تمہاری عبادت ہے۔ تو عبادت کا مضمون تو انسانی زندگی کے ہر جزو، ہر سکون، ہر حرکت پر حاوی ہے لیکن یہاں وہ عبادت مراد ہے جو باقاعدہ ہر مذہب میں ایک خاص طریق کے مطابق سکھائی جاتی ہے۔ اسے قائم کرنا پڑتا ہے۔ اس کی حفاظت کرنی پڑتی ہے اور یہ باقاعدہ عبادت ہے جو عشق کا لازمہ ہے۔ عشق کے نتیجے میں ایک باقاعدہ طریق کے مطابق اپنے محبوب کی چوکھٹ پر حاضری دینا اسی کا نام عبادت ہے۔ تو پھر یہ عبادت کرتے ہیں اور عبادت انہیں کیا سکھاتی ہے۔ صبر کا ایک اور مضمون ہے جو یہاں بیان ہوا ہے۔ پہلے صبر کا یہ مضمون تھا کہ اپنے محبوب کی خاطر وہ چیزیں جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہیں جن پر تمہارا اختیار نہیں ہے ان کے کھو جانے پر واویلا نہ کرو بلکہ اپنے پیارے کی خاطر اس نقصان کو قبول کرلو اور سر تسلیم خم کرتے ہوئے قبول کرو، اس کے نتیجے میں تم اس کا اور بھی زیادہ پیار حاصل کرو گے لیکن جس مضمون سے بات شروع ہوئی اب آخر پر یہ فرمایا گیا کہ اس کے نتیجے میں ان کو دنیا کی چیزوں کی محبت ہی کم ہو جاتی ہے اور صرف یہ کہ وہ "کرھاً" مجبور ہو کر اپنے ہاتھ سے کھوئی ہوئی چیزوں پر صبر کرتے ہیں بلکہ جن باتوں میں مجبور نہیں ہیں، وہ چیزیں ان کی ہیں، ان کے قبضہ قدرت میں ہیں، اللہ کی طرف سے اجازت ہے جیسے چاہیں استعمال کریں، پھر بھی اس کی راہ میں شوق سے خرچ کرتے ہیں۔ تو طوعاً و کرھاً کا مضمون ہے جو ان آیات میں بہت ہی پاکیزہ انداز میں بیان ہوا ہے کہ جو کچھ مجبوراً ان کے ہاتھ سے جاری رہے وہ بھی خدا ہی کی طرف جاتی ہے خدا ہی کی خاطر اسے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اور خدا کی رضاجوئی کرتے ہوئے قبول کرتے ہیں اور پھر خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے وہ چیزیں جو ان کے قبضہ قدرت میں نہیں، کوئی ان سے چھین نہیں سکتا، کوئی ان سے زبردستی لے نہیں سکتا، محبت الٰہی سے مجبور ہو کر اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ تو یہ ہیں وہ صفات حسنہ جو حج کرنے والوں کے لئے لازمی ہیں۔

ایک حج وہ ہے جو ظاہری اور رسمی حج ہے اور اس کے نتیجے میں بیت اللہ کا طواف کیا جاتا ہے یا ان مقدس تیر تھوں کا طواف کیا جاتا ہے جہاں لوگ یاترا کے لئے جاتے ہیں، جو بھی نام آپ رکھ لیں مگر حج کرنے والوں کے ذہن میں خدا کو راضی کرنے کا تصور ہے جو غالب ہے- پس جس مذہب میں بھی، جس قوم میں بھی، جس خطہ ارض میں بھی خدا کی خاطر کسی مقدس مقام کی زیارت کی جائے اس کے لئے لازم ہے کہ یہ صفات حسنہ ساتھ لے کر وہاں چلے اور یہ وہ زادِ راہ ہے جس کے نتیجے میں تمہارا سفر بخیریت تمام ہوگا- اگر یہ زادراہ پاس نہیں اور ظاہری طور پر خواہ اس مقدس مقام کا نام مکہ رکھو یا کعبہ کہو جو چاہو کہہ لو یا بنارس رکھ دیا یا متھرا، وہ بہر حال خدا کے حضور قابل قبول نہیں ہوگا- پس خدا بنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے کے لئے حج پر ہمارے لئے ایک Exercise، ایک ورزش، ایک کوشش، ایک جدوجہد مقرر فرماتا ہے اور ہر وہ شخص جو چاہتا ہے کہ اس کا حج قبول ہو اس کو ہر وہ فعل کرنا چاہئے جو اللہ کی رضا کی خاطر بنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے والا ہو اور اس پہلو سے ایک امت واحدہ کی تعمیر کا کام آگے بڑھتا چلا جائے- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ دیکھو حج کی طرف جانا ہی کافی نہیں حج سے لوٹ کر آنا بھی بہت اہم ہے اور عجیب بات ہے کہ لوگ جانے کو تو اہمیت دیتے ہیں، لوٹنے کو اہمیت نہیں دیتے کہ کس حالت میں لوٹے ہیں- یہاں مراد یہ ہے کہ اگر تم ان صفات سے عاری ہو کر بھی گئے، اگر کچھ نقص رہ بھی گئے تھے تو حج ان نقائص کو، کمی کو پورا کرتا ہے اور مقدس مقامات کی زیارت تمہارے دل کو حقیقی صاف پانی سے دھو ڈالتی ہے اور وہ نقائص جو اس سے پہلے رہ گئے تھے وہ نقائص جھاڑ کر تم واپس لوٹتے ہو- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کی طرف توجہ دلائی ہے کہ حج تو بڑے شوق سے کرنے جاتے ہو لیکن کبھی یہ بھی دیکھا ہے کہ لوٹے کس حالت میں ہو! کیا دل پاک اور صاف کر کے لوٹے ہو یا پہلے نقائص کو جھاڑ کر آئے ہو یا جیسے گئے تھے ویسے ہی لوٹ آئے ہو- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"دیکھو حج کے واسطے جانا خلوص اور محبت سے آسان ہے" یعنی پہلا سفر محبت کے نتیجے میں طے ہو جاتا ہے تم جیسا بھی ہو گر پڑ کر وہاں پہنچ جاتے ہو-

"مگر واپسی ایسی حالت میں مشکل بہت ہے" واپسی ایسی حالت میں مشکل ہے کہ واپس آؤ تو پھر اللہ کی محبت لے کر لوٹو اور بنی نوع انسان کے لئے بھی اللہ کی محبت کا پیغام لے کر واپس آؤ-

"بہت ہیں جو وہاں سے نامراد اور سخت دل ہو کر آتے ہیں" کتنے حاجی ہیں جو تقویٰ کی باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں اور واپس ایسی حالت میں آتے ہیں کہ پہلے سے زیادہ جرائم میں مبتلا ہو جاتے ہیں- نامراد اور سخت دل ہو کر آتے ہیں "اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ وہاں کی حقیقت ان کو نہیں ملتی- قشر کو دیکھ کر رائے زنی کرنے لگ جاتے ہیں وہاں کے فیوض سے محروم ہوتے ہیں اپنی بدکاریوں کی وجہ سے" یعنی فیوض سے محروم ہوتے ہیں اپنے گناہوں اور بدکاریوں کی وجہ سے کیونکہ بعض بدکاریاں ایسا پختہ رنگ اختیار کر لیتی ہیں کہ کسی پانی سے دھل نہیں سکتیں اور پھر الزام دوسروں پر دھرتے ہیں- "اس واسطے ضروری ہے کہ مامور کی خدمت میں صدق اور استقلال سے کچھ عرصہ رہا جائے تاکہ اس کے اندرونی حالات سے بھی آگاہی ہو اور صدق پورے طور پر نورانی ہو جاوے-"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب قادیان آنے کی لوگوں کو تاکید فرمائی تو ہرگز یہ مراد نہیں تھی کہ قادیان گویا ان کا حج ہوگا- یہ جو مضمون ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنایا ہے ان تمام شبہات کا ازالہ کرتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باطنی نور کو اس شان سے روشن تر کر کے دکھاتا ہے کہ پہلے اس شان کے ساتھ بعض نظروں پر وہ ظاہر نہیں ہوا تھا- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس لئے جماعت کو قادیان کی طرف بلاتے تھے تاکہ ان کا حج قبول ہو جب وہ حج کرنے جائیں اور یہاں سے صفا ہو کر پھر وہ بیت اللہ کی طرف روانہ ہوں تاکہ وہاں سے تمام فوائد اور فیوض جو وابستہ ہیں وہ ان سے عاری ہو کر نہ لوٹیں بلکہ ان سے پوری طرح متمتع ہو کر اور فیض اٹھا کر واپس آئیں- فرماتے ہیں اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ حقیقت ان کو وہاں نہیں ملتی ان کو حقیقت دکھانے کے لئے ضروری ہے کہ کسی پاک کی صحبت میں رہیں اور یہ ایک عجیب فقرہ ہے جس کو غور سے سننا ضروری ہے فرماتے ہیں "تاکہ صدق پورے طور پر نورانی ہو جاوے"-

اب بظاہر تو انسان یہ سمجھتا ہے کہ صدق، صدق ہی ہے- لیکن انسان کی فطرت میں درجہ بدرجہ اتنے پردے ہیں کہ بعض چیزیں جن کو وہ سچ سمجھتا ہے اس ایک پردے کے پیچھے وہ سچ دکھائی دیتی ہیں مگر جب وہ پردہ اٹھا کر اگلی منزل پر پہنچتا ہے تو پردے کے پیچھے اسے جھوٹ دکھائی دیتا ہے اور جوں جوں وہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے اس کو اپنے وجود کی اندرونی گہری باتوں پر اندرونی حالتوں پر اطلاع ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ اندھیروں سے نور کی طرف کا سفر ہے- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تم میں سے بہت ہیں جو بظاہر صدق کے ساتھ وہاں جاتے ہوں گے- ان کی نیتوں میں تو کوئی فتور دکھائی نہیں دیتا- سچائی ہی سمجھتے ہوں گے مگر اگر پاک انسان کی صحبت میں وہ زندگی بسر کریں، کچھ دن ٹھہریں تو ان کا صدق نورانی ہو جائے گا اور نور جس پردے میں بھی ہو نور ہی نور ہے- وہ پردوں کے ماوراء کو روشن کر دیتا ہے- ظلمات، نور پر قابض نہیں ہو سکتے- پس سچائی کی بھی مختلف حالتیں اور مختلف کیفیتیں ہیں- آپ فرماتے ہیں جب تک تمہارا سچ نورانی نہ ہو جائے اس وقت تک تم الٰہی نور سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتے- پھر حج کے مضمون پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں :

"حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ مونہہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا آوے- اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے-"

"کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے" کیا مراد ہے؟ بہت سے ایسے حاضرین میرے سامنے بیٹھے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف زمینوں پر میرے اس پیغام کو سن رہے ہیں جنکو زیادہ اردو سے واقفیت نہیں- اور ہو سکتا ہے ترجمہ کرنے والے جو مختلف زبانوں میں ترجمہ کر رہے ہیں وہ بھی یہ لفظ نہ سمجھ سکیں- سلوک سے مراد ایک خاص اصطلاح ہے- خدا کی راہ میں ایک منزل سے دوسری منزل اور دوسری سے تیسری کی طرف ایک مستقل جاری سفر- اس لئے ہر مقام جس پر اس سفر میں انسان پہنچتا ہے اسے سلوک کی منزل کہا جاتا ہے- امر واقعہ یہ ہے کہ سلوک کی آخری منزل کوئی بھی نہیں- ایک لامتناہی سفر ہے مگر اس دنیا میں ایک ایسا مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ میرے سفر کا منتہی، جہاں تک میں پہنچ سکتا تھا وہ یہاں جا کے مجھے حاصل ہو جائے گا- اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہاں تمام سلوک کی راہیں بند ہو جاتی ہیں- اس کا سمجھنا اس لئے ضروری ہے تاکہ آپ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا کوئی غلط مطلب دل میں نہ جما لیں- سلوک کی راہیں لامتناہی ہیں مگر ہر انسان کو سلوک میں ایک درجہ کمال حاصل ہو جاتا ہے- اور اس کا سلوک اگرچہ ایک جاری سفر ہے مگر درجہ کمال کے ساتھ پھر جاری ہوتا ہے-

سفر کے مختلف طریق ہیں- کبھی گر پڑ کر آپ سفر اختیار کرتے ہیں- کبھی سبک قدموں کے ساتھ وہ سفر جاری رکھتے ہیں- کہیں سفر کے تمام فوائد سے استفادہ کر رہے ہیں کہیں کئی قسم کے عوارض لاحق ہیں- سفر ہے مگر اس سفر کی لذت یابی سے محروم ہیں- کئی ایسے سفر ہیں جہاں خوش مناظر آپ کے دل پر قبضہ کرتے ہیں اور آپ کی آنکھوں کو لذت دیتے ہیں لیکن اگر بیمار ہوں اور تکلیف میں مبتلا ہوں تو انہیں مناظر کا سفر آپ کو کوئی بھی لذت نہیں پہنچاتا بلکہ محرومی کا احساس بڑھ جاتا ہے- تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں "کمال سلوک" کا لفظ استعمال فرما رہے ہیں مراد یہ نہیں ہے کہ حج کے بعد آگے پھر سفر نہیں ہے- حج پر جا کر آپ کو سفر کے اسلوب آ جائیں گے- اگر حج سے استفادہ کریں گے تو خدا کی راہ میں سفر کرنے کا بہترین طریق آپ کو میسر آئے گا یہ مراد ہے جو حضور فرما رہے ہیں "جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے" یعنی سفر کا آخری مرحلہ نہیں، سفر کے انداز کے کمال کا آخری مرحلہ ہے-

"سمجھنا چاہئے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشق باللہ اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اس کے مقابلہ میں نہ اسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پرواہ ہو- نہ عزیز و اقرباء سے جدائی کا فکر ہو- جیسے عاشق اور محب اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اسی طرح یہ بھی کچھ کرنے سے دریغ نہ کرے-"

پس کمال سلوک سے مراد یہ ہے کہ سفر، محبت کی اس آخری کیفیت میں اختیار کیا جائے اور جاری رکھا جائے جس تک ہر انسان کی رسائی ہے- ہر شخص ایک سی محبت نہیں کر سکتا- ہر شخص کی محبت کرنے کی صلاحیتیں مختلف ہیں اور ان صلاحیتوں کا اس کے ذوق سے بھی تعلق ہے- پس جہاں کمال سلوک کا ذکر ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ ہر انسان کے اندر اس کی ایک کمال کی حد مقرر ہے اور وہ اپنا سفر اس حد سے ورے بھی شروع کر سکتا ہے- اس حد تک پہنچ کر اپنے سفر کو اپنے منتہی تک پہنچا سکتا ہے- پس حج سے تمہیں وہ چیز میسر آئے گی جو تمہارے سلوک کو کمال بخشے گی اور وہ کیا چیز ہے- وہ عشق الٰہی ہے کیونکہ کسی عبادت کا آخری مقصد ایسا نمایاں اور ظاہر و باہر عشق نہیں ہے جیسے حج کی عبادت اپنے مناسک کے ساتھ آپ پر یہ مضمون ظاہر کرتی ہے- یہی وجہ ہے کہ حج میں سر کے بال منڈوانے کا مضمون ہے- یہی وجہ ہے کہ حج میں ایک چادر اوڑھ کر خدا کی راہ میں ننگے پاؤں دوڑنے بھاگنے کا مضمون ہے- یہی وجہ ہے کہ بعض یادیں جن مقامات سے وابستہ ہیں ان مقامات کا دیوانہ وار چکر لگانا حج کہلاتا ہے اور یہ تمام دنیا کی قوموں میں قدر مشترک ہے-

ہندوؤں کے مقدس مقامات پر مثلاً جگناتھ پوری میں بتایا جاتا ہے کہ جب جگناتھ کا رتھ وہاں سے نکلتا ہے تو لاکھوں عشاق دیوانے ہو جاتے ہیں ان کو اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور سینکڑوں ایسے ہیں جو رتھ کی راہ میں گرتے ہیں، اپنے بدن ڈال دیتے ہیں اور وہ رتھ ان کو بچانے کے لئے رکتی نہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جو اس راہ میں شہید ہوا وہ اپنے مقصد کو پا گیا، وہ اللہ کے عشق کو پا لے گا اور اس طرح سینکڑوں آدمی وہاں اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں- تو یہ عشق کا مضمون ہر حج سے وابستہ ہے اور سب سے زیادہ اس کا تعلق بیت اللہ کے حج سے ہے- تمام تر انسان دنیا سے قطع تعلق ہو کر عاشقانہ حالت میں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کپڑوں کا خیال ترک کر کے ایک چادر میں سفر کے لئے نکل کھڑا ہوتا ہے، نہ اپنوں کی ہوش، نہ اقرباء کا خیال، نہ دوستوں کا تعلق، نہ دنیا کی متاع کا تصور اس کے دل پر قابض رہتا ہے- سب تعلقات کے رشتے منقطع کر کے وہ خدا کے حضور حاضر ہو جاتا ہے اور کیا دیکھتا ہے اور کیا پاتا ہے- کن جگہوں کی سعی کرتا ہے کن میدانوں میں جا کے ڈیرے ڈال لیتا ہے- کن پہاڑوں کے دامن میں وہ ذکر الٰہی بلند کرتا ہے اور کس جگہ جا کر وہ سر منڈاتا اور قربانیاں پیش کرتا ہے- یہ سارے مضامین ہیں جن کا کچھ کچھ علم تو ہمیں ہے لیکن ان کی کنہہ کا راز آج تک نہ اٹھایا گیا، نہ شاید کبھی انسان کو معلوم ہو سکے- ایک مرکزی بات ہے یہ عشق، اور بعض بہت ہی محبوب خدا کے بندوں کی حرکتیں تھیں جن حرکتوں کو، جن کی اداؤں کو، زندہ رکھا جا رہا ہے- چنانچہ یہ وہی مضمون ہے جس کو ایک عرب شاعر یوں بیان کرتا ہے :

الا حی لیلی و اطلالها

ورملة ریا و اجبالها

کہ دیکھو دیکھوائے جانے والے جب تم لیلیٰ کے مقام اور اس کے ٹیلوں کو دیکھنا جہاں میری محبوبہ لیلیٰ کچھ عرصہ زندگی بسر کر چکی ہے یا وہاں سے گزر چکی ہے- جن فضاؤں میں وہ سانس لے چکی ہے تو اسے میرا سلام کہنا، ان ٹیلوں کو میرا سلام کہنا، "و رملة ریا" اور ریا رملہ کے مقام اور اس کی پہاڑیوں کو میرا سلام کہنا کیونکہ وہاں میری محبوبہ نے کچھ وقت گزارا ہے اور وہاں اس فضا میں اپنے سانس لئے ہیں-

تو خانہ کعبہ کے حج پر جب لوگ جاتے ہیں تو انہیں معلوم نہیں کہ کون کون خدا کے پیارے تھے جنہوں نے کیا کیا عاشقانہ حرکتیں کی تھیں- مگر چونکہ وہ قدیم ترین مقام ہے جہاں سے اللہ کی محبت میں فدائیت کے اظہار کا آغاز ہوا تھا اس لئے خدا ہی جانتا ہے کہ کس کس مذہب کے بانی وہاں سے گزرے ہیں اور بعد میں وہ کن کن مذاہب کے نام سے مشہور ہوئے- لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ ان کا ذکر بہت طویل ہوگا اور ان میں سے بہت سے ایسے مذاہب ہیں جن کو ہم جانتے ہیں ان کے بانی ہوں گے جن کو خدا نے یہ توفیق بخشی کہ ان مقامات پر آئے اور والہانہ عشق کا اظہار کیا- بعض جگہ پڑاؤ ڈال کر بیٹھ گئے- بعض جگہ انہوں نے سر منڈائے- بعض جگہ قربانیاں پیش کیں- بعض جگہ دیوانہ وار گھومے اور طواف کے ذریعے اپنے عشق کا اظہار کیا- تو ایک ہی مضمون ہے یعنی عشق کا مضمون- تمام زمانوں پر پھیلا پڑا ہے- عتیق زمانے سے لے کر آج تک یہی مضمون ہے جو عبادت پر غالب ہے، جو خدا کے تعلق کے ہر رشتے پر غالب ہے، وہی ہے جو بنی نوع انسان کے تعلق میں تبدیل ہوتا ہے اور یہی حج کی روح ہے-

پس اگر اس حج کی روح کو قائم رکھنا ہے تو آپ کو تمام دنیا میں ان بنیادی صفات کو قائم کرنے کے لئے جہاد کرنا ہوگا جن کا ذکر قرآن کریم نے فرمایا ہے اور حج کے نام پر بنی نوع انسان میں نفرت پھیلانا اور تفریق کرنا حج کے

مضمون سے بغاوت کرنا ہے، مذہب کی روح سے بغاوت کرنا ہے- پس اللہ کے عشق میں ایسا کھوئے جائیں کہ وہ مقامات جہاں خدا کے پیارے بندوں نے سانس لئے ہیں وہ بھی پیارے لگنے لگیں-وہ پہاڑ، وہ ٹیلے، وہ میدان، جہاں دیوانہ وار خدا کے عاشق گھومتے پھرتے رہے، ان مقامات کو دیکھیں تو خدا کی محبت سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں- ان مقامات میں سانس لیں اور "الله اکبر الله اکبر لا الہ الاالله والله اکبر الله اکبر و لله الحمد" کے ترانے سنیں-یہ صدا بلند ہوتی، یہ عشق کی صدا بلند ہوتی دیکھیں اور سنیں تو آپ کے دلوں پر جھر جھری طاری ہو جائے- آپ کے وجود پر ایک زلزلہ آجائے اور یہ سب کچھ عشق کے نتیجے میں ہو اور پھر جہاں بھی خدا کے عشق کرنے والے بندے اس طرح اپنے اپنے مقامات پر، اپنے اپنے مقدس مقامات پر حج کر رہے ہوں ان کے لئے دلوں میں نفرت اور تکبر کی وجہ سے ان کو نیچا دیکھنا آپ کے تصور میں بھی نہ آئے-وہ بھی اپنے اپنے خیالات میں چاہے صحیح تھا یا غلط اس حج کی تیاری کر رہے ہیں جس حج نے بالآخر عالمگیر ہونا ہے-اس حج کی تیاری کے لئے ان کو یہ طریق سکھائے گئے ہیں، یہ مناسک سکھلائے گئے ہیں جو تمام دنیا کی امتوں کو سکھائے گئے اس لئے کہ بالآخر جب امت واحدہ بنائی جائے گی، محمد مصطفیٰؐ کے ہاتھ پر تمام دنیا کے تمام عالمین کے لوگ ایک ہاتھ اور ایک جھنڈے تلے جمع ہوں گے وہ حج اکبر کے دن ہوں گے-

آپ اے احمدی جماعت! آپ کو اس کام پر مامور بنایا گیا ہے، آپ کو اس اعلیٰ مقصد کا خادم مقرر فرمایا گیا ہے اور میں ادنیٰ سے شبہ کے بغیر، کامل یقین سے خدا کو گواہ ٹھہرا کر بتاتا ہوں کہ وہ حج جو آئندہ زمانوں میں جماعت احمدیہ کی خدمات کے نتیجے میں خدا کے ہاں جب مقبولیت حاصل ہو گی ان کو اس کے نتیجے میں بالآخر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خاطر تمام بنی نوع انسان کریں گے (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خاطر ان معنوں میں کہ عاشق صادق سب عاشقوں سے بڑھ کر آپؐ ہیں) آپؐ سے عشق کے رنگ سیکھتے ہوئے وہ حج ادا کریں گے جو عالمگیر ہو گا، جو آئندہ زمانوں میں لازماً ہو گا، وہ حج ہے جو حقیقت میں محمد رسول اللہ کے ادا کئے ہوئے حجوں کے بعد حج اکبر ہو گا جس سے تمام دنیا کے انسان اکٹھے ہو جائیں گے- ان کو اکٹھا کرنے کے انداز آپ نے سکھانے ہیں، ان کو اکٹھا ہونے کی تربیت آپ نے انہیں دینی ہے اور وہ وہی صفات حسنہ ہیں جن کا ان آیات میں بیان ہوا ہے-ان صفات حسنہ کے آپ پجاری بن جائیں، ان کے خادم بن جائیں، ان کا پرچار کرنے والے ہو جائیں، ان کے منادی بن جائیں، تب دنیا کو ایک ہاتھ پر، ایک جگہ اکٹھا کرنے کی داغ بیل ڈالی جائے گی- وہ خانہ کعبہ جو بیت عتیق تھا وہ اول بھی ہو گا اور آخر بھی ہو گا اور اس طرح وہ مضمون جو آغاز آفرینش سے شروع ہوا تھا وہ اپنے منتہیٰ کو پہنچے گا- اللہ کرے کہ ہمیں وہ توفیق نصیب ہو کہ کام بہت مشکل ہے، ہم بہت کمزور ہیں مگر دعاؤں کی برکت سے، اپنی اقدار کی حفاظت کرتے ہوئے، آپ مسلسل اس سفر میں عشق کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں- اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مقاصد میں ضرور کامیاب فرمائے گا-

اب اس کے بعد میں بعض دعاؤں کی تلقین کرتا ہوں-وہ تمام نفرتیں جو انسان کو دوسرے انسان سے بانٹے ہوئے ہیں وہ تمام مظالم جو طاقتور قوموں کی طرف سے کمزور اور نہتی قوموں پر برپا کئے جا رہے ہیں آج کے دن خصوصیت سے ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ ظالموں کو ظلم سے رکنے کی توفیق عطا فرمائے- مظلوموں کا حامی ہو اور مظلوموں کی حمایت میں اور بنی نوع انسان کو کھڑا کرتا چلا جائے تاکہ وہ بے سہارا نہ رہیں-اللہ ہی کی تائید ہے جو انسانی تائید کی صورت میں یا فرشتوں کی تائید کی صورت میں ظاہر ہوا کرتی ہے-سب سے اول میرے نزدیک بوزنیا کے مظلوم ہیں- پھر کشمیر کے مظلوم ہیں، پھر اور قوموں کے مظلوم ہیں-بنی نوع انسان بحیثیت بنی نوع انسان میرے پیش نظر ہیں- کوئی سیاست میرے سامنے نہیں - نہ اس وقت ہندوستان میرے سامنے ہے نہ پاکستان میرے سامنے ہے- کچھ ظلم ہندوستان میں ہو رہے ہیں، کچھ ظلم پاکستان میں ہو رہے ہیں، کچھ بوزنیا میں ہو رہے ہیں، کچھ فلسطین میں ہو رہے ہیں- کچھ دنیا کی دوسری قوموں میں دوسرے مقامات پر ہو رہے ہیں-پس ظلم کے خلاف جہاد ہے جو میرے پیش نظر ہے سیاست کا میرے ذہن میں دور تک کوئی تصور بھی موجود نہیں-عالمگیریت کے نقطہ نگاہ سے، جماعت احمدیہ عالمگیر کی امامت کا حق ادا کرتے ہوئے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ ظلم کے خلاف دعاؤں سے اپنے جہاد کا آغاز کریں کیونکہ ایک کمزور انسان اپنے آپ کو اس لائق نہیں پاتا کہ ظلم کے ہاتھ روک سکے- جب ایک انسان بے بسی میں دوسرے کا دکھ محسوس کرتے ہوئے اور بھی زیادہ دکھی ہو جاتا ہے کیونکہ ایک تو اس کے بھائی کا دکھ ہے، دوسرے بے اختیاری کا دکھ ہے اور بے اختیاری کا دکھ سب سے بڑا دکھ ہوا کرتا ہے- بعض مظالم بوزنیا میں ایسے کئے گئے کہ باپوں کو باندھا گیا اور ان کے سامنے ان کی بیٹیوں کی بے عزتیاں کی گئیں، ان کی بیویوں کی بے عزتیاں کی گئیں، ان کے بچوں کے سر کاٹے گئے یا دیواروں کے ساتھ پھوڑے گئے اور یہ سارے مظالم اس بے بسی کے عالم میں آپ اندازہ کریں کیا محشر برپا کر چکے ہوں گے- کیا حشر ان کے دلوں پر برپا کر چکے ہوں گے- پس ایک تو ظلم کو دیکھنا بہت تکلیف کا موجب ہے لیکن پھر بے بسی، وہاں صبر کام آتا ہے اور صبر چونکہ اللہ کی خاطر ہوتا ہے اس لئے صبر ہمیشہ دعاؤں سے ڈھلتا ہے- پس ان معنوں میں آپ صبر کے ساتھ ساری دنیا کی قوموں کے لئے دعا کریں- خدا کرے کہ یہ دنیا ظلم سے پاک ہو جائے- جب تک یہ دنیا ظلم سے پاک نہ ہو، صداقت قبول کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی، آپ کی ساری کوششیں بے کار جائیں گی- آپ ظالموں کے دلوں کو خدا کی محبت میں تبدیل نہیں کر سکتے جب تک ظلم ان کا پیچھا نہ چھوڑے، جب تک ظلم کی ناپاکی اور فسق و فجور ان کے دلوں سے دھو کر الگ نہ کر دئے جائیں- پس آیئے ہم سب مل کر خدا سے عرض کرتے ہیں، اس کے حضور یہ التجا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس دنیا کو ظلم سے پاک کر اور عدل سے بھر دے، ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہماری ادنیٰ کوششیں تیرے ہاں مقبولیت پائیں اور تیری تقدیر یہ کام کر کے دکھائے- خدا کرے کہ ایسا ہو کیونکہ جب تک ایسا نہ ہو اسلام کا عالمگیر غلبہ ممکن نہیں ہے۔ (بشکریہ الفضل لندن)

شکریہ ...... خط کیلئے!

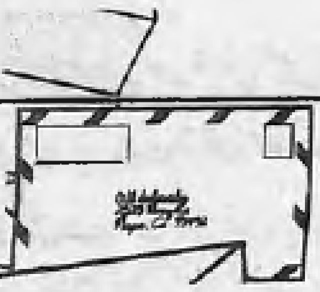

☆ چٹاگانگ بنگلہ دیش سے محمد یعقوب علی صاحب لکھتے ہیں۔

"بدر کے مطالعہ سے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے خاص طور پر آپ کے ادارے کی طرف سے شائع کردہ تین شمارے تو تاریخی حیثیت اختیار کر گئے ہیں ایک تو دسمبر ۹۵ کا مسیح موعود نمبر دوسرے دسمبر ۹۶ کا اسلامی اصول کی فلاسفی نمبر اسی طرح دسمبر ۹۶ کا ہی ڈاکٹر عبدالسلام نمبر۔

ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم سے میری ملاقات ۱۹۸۱ میں ہوئی تھی جب آپ بنگلہ دیش تشریف لائے تھے اور چٹاگانگ یونیورسٹی نے آپ کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دی تھی۔ اس وقت مرحوم ڈاکٹر صاحب چٹاگانگ میں احمدیہ مشن دیکھنے کیلئے بھی تشریف لائے تھے۔ اور میں نے ان کو بہت پیار کرنے والا اور ہمدرد انسانیت وجود پایا تھا۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اپنے مقام قرب سے نوازے۔

آپ کا اداریہ "دیوبندی چالوں سے بچیئے بہت خوب رہا اس سے مولانا اشرف علی تھانوی کا اصلی چہرہ خوب کھل کر سامنے آگیا ہے۔ اسے کتابی شکل میں ضرور شائع کیجئے۔ یہ دیوبندیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈہ کے جواب میں ٹھیک رہے گا۔

☆ قادیان سے وسیم احمد صاحب صلیتماپوری رقمطراز ہیں۔ "میرے خیال میں بدر کو یہ مقبولیت حاصل ہے کہ محترم پروفیسر عبدالسلام صاحب مرحوم و مغفور پر اتنے کم وقت میں اس قدر معلومات پر مشتمل نمبر نکالا ہے جزاکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے جملہ معاونین کو بہتر رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بدر کی عمدہ سیٹنگ اور اچھی طباعت پر مبارک باد۔

☆ ہوشیار پور پنجاب سے جناب پریتم سنگھ جی کانگو لکھتے ہیں "مولیٰ کی محبت بنے پیشانی کا جھومر" حقیقت یہ ہے کہ خدا کی محبت کے بغیر انسان کی زندگی بے معنی ہے بلکہ باطل ہے سری گورو ارجن دیو جی نے بھی یہی فرمایا ہے کہ "پربھو کا سمرن سب سے اونچا" گیتا اور رامائن میں بھی یہی ہے کہ پرماتما کی بندگی کے بغیر موکش ناممکن ہے۔ بدر جس رنگ میں مخلوق خدا کی خدمت کر رہا ہے قابل تحسین ہے۔

یہاں چیز کمیاب کی قدر ہے ستارے بہت ہیں اور اک بدر ہے

C.K ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOOD FURNITURE
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ ☎ 649-04524
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

خطبہ جمعہ

عباداللہ بننا لازم ہے ہم پر- اگر ہم اللہ کے بندے بن جائیں تو خدا کی ساری کائنات ہماری ہو جائے گی-

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۱/ مارچ ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۱/ امان ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

الم اعهد اليكم يٰبنى ادم ان لا تعبدوا الشيطٰن انه لكم عدوّ مبين- وّ ان اعبدونى هٰذا صراط مستقيم- ولقد اضل منكم جبلاً كثيراً افلم تكونوا تعقلون-

(سورہ یٰس آیات ۶۱ تا ۶۳)

ان کا ترجمہ یہ ہے اے بنی آدم کیا میں نے تم پر یہ عہد فرض نہیں کر دیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرو "انه لكم عدو مبين" وہ تو تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے، یقیناً وہ تو تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے اور میری عبادت کرو یہ صراط مستقیم ہے- اور وہ تو اس سے پہلے تمہی میں سے بہت بڑی تعداد میں مخلوق کو گمراہ بنا چکا ہے- "لقد" میں اس سے پہلے کا مضمون داخل ہے وہ پہلے ہی یہ کام کر چکا ہے تم جانتے ہو کہ بڑی بھاری تعداد مخلوق میں سے ایسی ہے جسے اس نے گمراہ کر دیا "افلم تكونوا تعقلون" تو کیا تم عقل والوں میں سے نہیں بنو گے- ایسے نہیں ہو گے جو عقل رکھتے ہوں یا عقل سے کام لیں، عقل استعمال کریں-

یہ جو آیات ہیں ان کا تعلق اسی مضمون سے ہے جو گزشتہ چند خطبات میں اب تک جاری رہا ہے سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش کے حصول کے لئے اس کے اس وعدے سے ہم کیسے استفادہ کر سکتے ہیں جس میں وہ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو میری بخشش سے مایوس نہ ہو، میں چاہوں تو تمام گناہ بخش سکتا ہوں- اس عظیم وعدے کے بعد پھر وہ کونسی شرائط ہیں جن کی پابندی کے نتیجے میں ہم اللہ تعالیٰ کی اس وسیع رحمت کی مغفرت کی چادر کے نیچے آسکتے ہیں- رحمت کی مغفرت میں نے اس لئے کہا کہ رحمت ہی سے مغفرت پھوٹتی ہے اور بنیادی صفت اللہ تعالیٰ کی جو اس کی مغفرت کے زیر سایہ ہر مخلوق کو ڈھانپنے والی ہے وہ رحمانیت کی صفت ہے-

پس یہ وہ مضمون ہے جس کو آسان کرنے کی خاطر میں نے قرآن کریم کی سورہ الفرقان کی وہ آیات آپ کے سامنے رکھیں جس میں مضمون شروع ہی عبادالرحمٰن کے تذکرے سے ہوتا ہے- اگر تم مغفرت کی تمنا رکھتے ہو تو مغفرت تو رحمان سے ہو گی اور رحمٰن کے بندے بننا پڑے گا- اگر رحمٰن خدا کے بندے بن سکتے ہو تو پھر تمہاری مغفرت کی توقعات برحق ہوں گی- اگر رحمٰن کے بندے نہیں بنتے اور توقعات یہ ہوں کہ جو فیض رحمانیت کا ہے وہ تمہیں پہنچے تو اس توہم کو دل سے نکال ڈالو- اللہ تعالیٰ کوئی فرضی چیز نہیں ہے جو آپ کے جذبات کی، آپ کی امنگوں کی پیداوار ہو- آپ کے جذبات اور آپ کی امنگوں کو خدا تعالیٰ کی حقیقت کے سامنے سرنگوں ہونا ہو گا- وہ حق ہے، ایک دائمی حقیقت ہے کسی انسان کے تصور کی پیداوار نہیں- انسان کے تصور کو اس کے سامنے جھکنا ہو گا اور وہی رنگ اختیار کرنے ہوں گے جن کی وہ انسان سے توقع رکھتا ہے- اس پہلو سے وہ آیات میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں جن میں عبادالرحمٰن بننے کے متعلق قرآن کریم نے کچھ توقعات آپ کے سامنے رکھیں کہ عبادالرحمٰن بننا چاہتے ہو تو یہ بن جاؤ، یہ بن جاؤ، یہ بن جاؤ- یہ نہ بنو، وہ نہ بنو اس طرح تم عبادالرحمٰن کے زمرے میں داخل ہو سکتے ہو-

اب ان آیات میں جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان آیات میں ایک ایسی شرط رکھ دی گئی ہے جو اگر آپ پوری نہ کریں تو عبادالرحمان بن سکتے ہی نہیں اور وہ شرط ہے عبادالشیطان نہ بنو- تو پہلے اس منفی شرط کو پورا کریں تو پھر مثبت دائرے میں داخل ہو سکتے ہیں- اگر یہ منفی شرط پوری نہ کی جائے تو جو مثبت دائرے ہیں جو اعلیٰ درجے کے نتائج حاصل ہو سکتے ہیں وہ ممکن ہی نہیں- بعض پرہیز اگر نہ ہو تو کوئی دوا فائدہ نہیں دیتی- بعض زہر کھائے جائیں تو اس کے نتیجے میں تریاق کی تلاش بے کار ہو گی- اگر آپ زہر کھائیں اور کھاتے رہیں تو تریاق بھی بے کار ہو گا- تو یہ جو آیات ہیں یہ اس زہر سے تعلق رکھتی ہیں جس کے ہوتے ہوئے خدا کی رحمت کا تریاق آپ سے کھینچ لیا جائے گا وہ آپ کو عطا ہی نہیں ہو گا-

اور عجیب بات ہے کہ ان آیات کا بھی در حقیقت تعلق سورہ فاتحہ ہی سے ہے جہاں رحمانیت کے مضمون کو خوب کھول کر پیش فرمایا گیا ہے، عبادت کے مضمون کو خوب کھول کر پیش فرمایا گیا ہے- اور اس بات کو سمجھنے کے نتیجے میں آپ کو بہت سی ایسی باتیں سمجھ آجائیں گی جن کے نتیجے میں آپ شیطان کی عبادت سے بچ سکتے ہیں ورنہ یہ کہہ دینا کہ شیطان کی عبادت سے بچو اور اس کا تفصیلی طریقہ نہ سمجھانا یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے- اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو بہت سی جگہوں پر کھولا ہے کہ شیطان کی عبادت ہوتی کیا ہے، کیسے اس سے بچنا ہے- مگر اس جگہ سورہ فاتحہ کے حوالے سے اس بات کو کھول کر بیان فرمایا گیا ہے یعنی بظاہر یہ اشارے ہیں لیکن ہر اشارے میں کھلے مضمون شامل ہیں-

اب دیکھ لیں آپ اس کا سورہ فاتحہ سے تعلق "ان اعبدونى هٰذا صراط مستقيم"- "اياك نعبد و اياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم" تو ایک ایک بیچ کا لفظ چھوڑ دیا گیا اور سورہ فاتحہ کے اہم ایسے الفاظ استعمال کئے گئے جو آپ کا ذہن لازماً سورہ فاتحہ کے رستے پر ڈال دیں- صراط مستقیم کے بعد مغضوب کا لفظ چھوڑ کے پھر ضالین کا لفظ استعمال فرما دیا گیا- "ولقد اضل منكم جبلا كثيرا"- تو یہ عجیب اللہ کی شان ہے کہ جگہ جگہ وہ نشان راہ مقرر فرماتا چلا جاتا ہے- تفصیل کے ساتھ سورہ فاتحہ کو نہیں دہرایا گیا مگر اتنے قطعی نشان دے دیئے ہیں سورہ فاتحہ کے کہ کسی انسان کا دماغ اس رستے سے بھٹک سکتا ہی نہیں-

پس "اياك نعبد" سے شروع ہو کر "ضالین" تک کے مضامین کے حوالے دے کر آپ کو بتایا گیا ہے کہ شیطان کی عبادت کرو گے تو یہ نعمتیں تمہیں نصیب نہیں ہو سکیں گی- اس کی سچی عبادت، صراط مستقیم اور ضالین کی لعنت سے بچنے کی جو نعمتیں ہیں یہ تمہیں نصیب نہیں ہو سکتیں- اب یہ تو نشان دہی ہو گئی مگر آگے شیطان کو پہچاننے والی باتیں یا اس کی عبادت سے بچنے کے طریق کہاں گئے- وہ دراصل اس سے پہلے جو مضمون ہے سورہ فاتحہ کا، اس میں بیان ہوئے ہیں اور اس طرف یہ آیات اشارہ کر رہی ہیں بلکہ کھلم کھلا انگلی اٹھا کر دکھا رہی ہیں- جب آپ سورہ فاتحہ کے اس حصے پہ پہنچتے ہیں "اياك نعبد" ہم تیری عبادت اور صرف تیری عبادت کرتے ہیں تو کیوں یہ فیصلہ دل میں کرتے ہیں- اس وجہ سے کہ اس سے پہلے خدا تعالیٰ اپنا ایک تعارف کروا چکا ہے اور وہ تعارف ہے کہ وہ رب العالمین ہے، وہ رحمان ہے، وہ رحیم ہے، وہ مالک یوم الدین ہے- یہ چار صفات اگر کسی وجود میں ہوں تو بے اختیار اس کی عبادت کے لئے روح آمادہ ہوتی ہے اور ان چار صفات کا علم کافی نہیں جو محض ذہن سے تعلق رکھتا ہو- ان چار صفات کے ایسے علم کی ضرورت ہے جو حق الیقین ہو اور کامل طور پر اعتماد ہو کہ ہاں یہی ہے- اگر یہ چار صفات آپ کو کسی جگہ دکھائی دیں گی تو لازماً

روح عبادت کرے گی اس وجود کی-اب شیطان کو پہچاننے کا طریقہ سمجھا دیا- فرمایا اگر تم رحمانیت میں بھی شیطان کی طرف جھک رہے ہو، غیر اللہ کی طرف جھک رہے ہو، اگر تم رحیمیت میں بھی غیر اللہ کی طرف جھک رہے ہو، اگر تم ربوبیت میں سب سے پہلے کہنا چاہئے تھا، ربوبیت میں غیر اللہ کی طرف جھک رہے ہو، رحمانیت میں، رحیمیت میں اور اسی کو مالک یوم الدین سمجھتے ہو تو پھر لازماً تم اس کی عبادت کرو گے - پھر تم اس مقام تک پہنچ ہی نہیں سکتے جہاں سے روح کی گہرائی سے یہ آواز اٹھے "ایاك نعبد"-اور اس میں شیطانی صفات کو منفی انداز میں اس طرح پیش فرمادیا کہ ربوبیت جہاں نہیں ہے وہاں ربوبیت رکھ دینا، رحمانیت جہاں نہیں ہے وہاں رحمانیت تصور کر لینا، رحیمیت جہاں نہیں ہے وہاں اس مقام کو رحیمیت کا مقام سمجھ بیٹھنا، جہاں ملکیت نہیں اور مالکیت نہیں وہاں ملکیت اور مالکیت کو تصور میں لانا اور اس پہلو سے اگر تم کرو گے تو لازماً مشرک بنو گے اور عبادت کا رخ یکسر بدل جائے گا اور شرک کی سب سے خطرناک تعریف یہ ہے جو اس آیت میں کی گئی ہے-اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم سے میں نے عہد نہیں لے رکھا تھا کہ شیطان کی عبادت نہیں کرو گے-پس اس عبادت کے لفظ کے ساتھ یہ عہد لینا کہ شیطان کی عبادت نہیں کرو گے اس نے اس مضمون کو خوب کھول دیا کہ "ایاك نعبد" خدا کو کہو اور رب اور رحمان اور رحیم اور مالک شیطان کو سمجھو یہ وہ عبادت ہے جس سے ہم نے تمہیں روکا تھا-

اور لفظ "اعهد اليكم" کا محاورہ عام عہد سے مختلف ہے-ایک عہد ہوتا ہے جس میں دو طرف شریک ہوتے ہیں اس کو معاہدہ کہا جاتا ہے- چنانچہ قرآن کریم نے جو انبیاء سے میثاق لئے ہیں ان میں دو طرفہ عہد ہے تم یہ کرو تو میں یہ کروں گا-ایک عہد ہوتا ہے جو ایک غالب اور مقتدر ہستی اپنے ماتحتوں سے لیتی ہے اور اس میں دو طرفہ عہد کی شقیں نہیں ہوتیں-تم مجھ سے وعدہ کرو کہ آئندہ یہ کام نہیں کرو گے، جب آپ یہ کہیں کسی بچے کو اور اس کو مجبور کریں کہ وہ آپ سے یہ عہد کرے تو یہ "اعهد اليكم" والا مضمون ہے- چنانچہ حضرت امام راغب لکھتے ہیں کہ یہ مضمون اس طرح کا ہے کہ کسی پر عہد فرض کر دینا اور اس کی حفاظت کی تلقین کرنا- تو فرمایا کہ ہم نے کیا ہمیشہ سے تم پر یہ عہد فرض نہیں کر دیا تھا اور لازم نہیں کر دیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہیں کرنی- اگر تم اس کی عبادت کرو گے تو "ایاك نعبد" کا تعلق ہم سے کٹ جائے گا- پس اب پہچاننے کے طریقے کیا ہمارے سامنے آئے-اب دنیا میں جہاں جہاں بھی شیطان کی عبادت ہو رہی ہے یا غیر اللہ کو مالک سمجھنے کے نتیجے میں ہو رہی ہے غیر اللہ سے چار صفات کھینچ لیں تو آپ کی جوتی کی نوک بھی اس وجود کو سجدے نہیں کرے گی کیونکہ ہر سجدہ ایک منفعت کو چاہتا ہے ہر عبادت کے نتیجے میں کچھ حاصل ہوتا ہے اور جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے نتیجے میں صراط مستقیم نصیب ہوتی ہے وہاں شیطان کی عبادت کے نتیجے میں ضالین کا مقدر ملتا ہے-

یہ باتیں ساری ان آیات میں اپنے اپنے مقام پر رکھ دی گئی ہیں اور جب آپ ان کو کھول کر پڑھتے ہیں تو حیرت انگیز اس میں ایک ربط ہے، اس مضمون میں ایک تسلسل ہے، ایک گہرائی ہے اور ایک بات کو سمجھنے سے دوسری بات از خود سمجھ آنے لگتی ہے- پس اس پہلو سے میں اس آیت کے بعض دوسرے پہلو آپ کے سامنے کھولتا ہوں- کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا یا تم پر یہ عہد فرض نہیں کر دیا تھا "الا تعبدو الشيطن انه لكم عدو مبين" وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے-اب سب سے پہلے یہ دیکھنے والی بات ہے کہ شیطان کو ایک جگہ تو یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ کھلا کھلا دشمن ہے اور دوسری جگہ یہ فرمایا گیا کہ "انه يراكم هو و قبيله من حيث لا ترونهم انا جعلنا الشيطين اولياء للذين لا يؤمنون" کہ شیطان تو ایسا ہے کہ وہ تمہیں وہاں وہاں سے دیکھ کر تم پر حملے کرتا ہے جہاں جہاں سے تم اسے دیکھ نہیں سکتے- تو کھلا کھلا کیسے ہو گیا-

شیطان کھلا کھلا دکھائی دینے والا نہیں لیکن اس کی دشمنی ضرور تمہیں دکھائی دے جائے گی، یہ وہ مضمون ہے "عدو مبين" ہونا اس کا ثابت ہے جن رستوں سے خدا تعالیٰ تمہیں روک رہا ہے جب قومیں اس رستے پر چلتی ہیں تو لازماً نقصان اٹھاتی ہیں- پس پہچانیں یا نہ پہچانیں کہ کس کی تحریص اور تحریک پر ہم ان رستوں پر چل رہے تھے مگر اس کا بد نتیجہ ضرور دیکھ لیتی ہیں تو تضاد نہیں ہے بلکہ مضمون کے بعض مختلف پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر نصیحت فرمائی جا رہی ہے وہ مختلف پہلو ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں-

پس اس کا، شیطان کا عدو مبین ہونا اس طرح دکھائی دیتا ہے کہ جب بھی آپ اس کی پیروی کریں اس کے نتیجے میں فساد برپا ہو جاتا ہے اور اس عدو مبین کی پیروی کیوں کرتے ہیں جبکہ خدا فرما رہا ہے وہ تمہیں وہاں سے دیکھ رہا ہے جو تم اس کو دیکھ نہیں سکتے-وہ کون سا طریق ہے اس کا جس کے نتیجے میں تم اس کو پہچان نہیں سکتے- فرمایا "انا جعلنا الشياطين اولياء للذين لا يؤمنون"- شیطان دوست بن کر آتا ہے اور جو دوست بن کر آئے جس کے دوستوں کے زمرے میں تم داخل ہو، جس کو تم اپنے دوستوں کے زمرے میں داخل کر لو اس کو تم پہچان نہیں سکتے پھر-اس لئے **شیطان اور شیطانی صفات کے لوگوں سے دوستی کرنا انتہائی مہلک چیز ہے پھر تمہیں شیطان کے شر سے آگاہی نہیں ہو گی اور وہ تم پر حملہ کر دے گا-**

ایک تو یہ بات کھل گئی کہ شیطان تو نظر نہیں آتا مگر شیطان کے اولیاء اپنے بداعمال، بدکرداری کی وجہ سے دکھائی دے دیتے ہیں-اپنے اولیاء میں وہ ظاہر ہوتا ہے اس لئے پیشتر اس کے کہ تم اس کے اولیاء میں داخل ہو جاؤ اس کے اولیاء کو پہچانو اور ان سے پرہیز کرو اپنی مجلسوں کی حفاظت کرو، بدکردار لوگوں سے دور بھاگو-خدا کے خلاف بدزبانیاں اور بدتمیزیاں کرنے والوں کو اپنی مجلس میں کوئی راہ نہ دو-ان لوگوں سے توبہ کرو تو پھر تم خدا کی عبادت کے قریب تر ہو سکتے ہو-

ایک موقع پر کالج کے طالب علم تھے، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے یہ گزارش کی کہ میرے دل میں دہریت کے خیالات پیدا ہوتے ہیں اور میں مقابلہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں، دباتا ہوں لیکن وہ دبتے نہیں- آپ نے فرمایا تمہارا کوئی ساتھی ایسا ہے جو دہریہ ہے اس سے کنارہ کشی اختیار کرو- کیونکہ بعض دفعہ وہ کہتا بھی نہیں مگر اس کے دل کے خیالات دوسرے انسان کے دل میں منتقل ہو جاتے ہیں، نمازی اگر ساتھ کھڑا ہوا کچھ اور سوچ رہا ہے تو نماز پڑھنے والے کی نماز کی توجہ میں فرق پڑے گا اور یہ ایک تجربہ شدہ حقیقت ہے، یہ کوئی توہمات سے تعلق رکھنے والی بات نہیں ہے-جس مجلس میں آپ بیٹھتے ہیں وہاں خیالات از خود ایک دوسرے کی طرف منتقل ہو رہے ہوتے ہیں گو تعین سے نہیں کہا جا سکتا کہ کس کے خیالات کس طرف جا رہے ہیں مگر خاموشی سے بیٹھیں تو مجلس میں خیالات از خود منتقل ہوتے ہیں اور کسی ظاہری سائنسی ذریعے سے ان کے انتقال کو ثابت نہیں کیا جا سکتا مگر ہوتے ضرور ہیں-

پس صحبت شیطان کی اگر براہ راست نہ پہچانی جا سکے تو اس کے اولیاء سے پہچانی جائے گی جو شیطان کے اولیاء ہیں وہ ویسا رنگ اختیار کرتے ہیں- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں "الآ ان اولياء الله" مخاطب کر کے ان کی صفات بیان فرمائیں جو خدا کے ولی ہیں - تو اللہ کے ولی اپنی صفات سے پہچانے جاتے ہیں-ان کے رنگ بدل جاتے ہیں، ان کا اٹھنا بیٹھنا مختلف ہو جاتا ہے، ان کی چال ڈھال الگ ہو جاتی ہے- یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کا ولی ہو اور ایک بدکردار انسان اور دونوں میں فرق نہ پتہ لگے!!؟ پس خدا تعالیٰ نے لفظ اولیاء میں اس شیطان کو سمجھنے کی چابی رکھ دی-ایک طرف فرمایا وہ دکھائی نہیں دیتا- پھر فرمایا اس سے بچ کے رہو-اب انسان کیسے گا جو دکھائی ہی نہیں دیتا، ہمیں پتہ ہی کچھ نہیں بچیں کس طرح- تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ اولیاء بن کر تمہارے پاس آئے گا، تمہارا ولی بن کے آئے گا اور جو بھی شیطانی بات کرے گا شیطان کا ولی بنے گا، وہ پہچانا جاتا ہے کیونکہ ولی کے اندر اس کی صفات ظاہر ہوتی ہیں-اب اللہ کے ولیوں سے آپ کو خدا کی شناخت تو ہوتی ہے مگر ان کی ذات میں خدا تو نہیں ہوتا، صفات جلوہ گر ہو جاتی ہیں- پس لازماً شیطان کے اولیاء میں شیطان کی صفات جلوہ گر ہو جاتی ہیں وہاں وہ دکھائی دینا چاہئے اور دکھائی دیتا ہے- پس ایسے لوگوں سے پرہیز اور اپنے تعلقات کی حفاظت کرنا، نہ ایسے لوگوں کو گھروں میں آنے دیں، نہ ان کے گھروں میں جائیں، نہ ان سے مجلسیں لگائیں جن کی باتوں میں آپ کو کوئی بھی دین کے خلاف بو آتی ہو جن میں اللہ اور اس کے رسول کا احترام نہ ہو-

چنانچہ قرآن کریم نے ایسے لوگوں کی مجالس کا ذکر کر کے فرمایا ہے کہ جہاں دین سے مذاق ہو رہا ہو وہاں سے اٹھ جایا کرو لیکن فرمایا کہ اگر دوبارہ جاؤ اور پھر تمہیں یہ محسوس ہو کہ تمہارے دل پر کوئی زنگ لگا ہے تو پھر کلیتہً ان سے تعلق کاٹ لو- عارضی علیحدگی ابتداء کے لئے ہے جب عارضی علیحدگی کے بعد وہ دوسری باتوں میں مصروف ہوں اور پھر تم ان کے پاس جا کے بیٹھ جاؤ اور ان کی بدکرداری میں فرق نہ آئے

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ- محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر انڈیا- حیدر آباد
وزن کم کرنے- بڑھانے- موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی تمام ایکسر سائز اور خوراک- باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں- مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں- باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے- مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم
تندرستی ہزار نعمت ہے
M. A. SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18-2-888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST- 500253 HYDERABAD (A.P.) INDIA
Ph. 040-219036 PAGER: 040-9612-14619 FAX: 040-239408

اور تمہیں یہ خطرہ محسوس ہو کہ تم ان کا اثر قبول کرنے لگے ہو تو پھر تم پر لازم ہے کہ ان سے کلیتہً تعلق کاٹ لو ورنہ تم بالکل ان جیسے ہو جاؤ گے- پس یہ اولیاء الشیطٰن کو پہچاننے کے طریقے قرآن کریم نے نہ صرف اس آیت میں جس کا میں نے حوالہ دیا ہے بلکہ اور آیات میں بھی خوب کھول کر بیان فرما دیئے ہیں-

تو اپنی سوسائٹی کی حفاظت کریں، اپنی سوسائٹی سے اپنے بچوں کو بچائیں، اپنی بیویوں کو بچائیں، بیویاں اپنے خاوندوں پر نگاہ رکھیں اور ہماری سوسائٹیاں شیطان کے دوستوں سے کلیتہً کٹ جانی چاہئیں اور الگ ہو جانی چاہئیں- یہ ایک طریق ہے بچنے کا، مگر اور بھی بہت سے طریق اسی آیت نے ہمیں سکھا دیئے ہیں- رحمان، رب العالمین، اللہ ہے جب بھی ایک انسان خدا کی ربوبیت کو چھوڑ کر غیر اللہ کو رب سمجھتا ہے تو خدا تعالیٰ نے ربوبیت کی جتنی شرائط مقرر فرما رکھی ہیں ان سب کو نظر انداز کر دیتا ہے اور یہ سب سے بڑا محرک شیطان کی عبادت کا ربوبیت ہے دنیا میں سب سے بڑے فتنے اقتصادی فتنے ہیں- بڑی بڑی قومیں جو دنیا میں ناانصافی کرتی اور دوسری قوموں پر ظلم کرتی ہیں، اپنی ذات میں بعض دفعہ بڑی مہذب ہوتی ہیں- وہ سیاست دان جو یہ ظالمانہ فیصلے کرتے ہیں کہ فلاں قوم کے اقتصادی وسائل کو کاٹ ڈالو اگر وہ تمہارے ہاتھ نہیں آتے، وہ اپنے روزمرہ کے معاملات میں بہت بااخلاق اور شریف النفس، ادب سے بات کرنے والے اور آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ دیکھو کتنی سلجھی ہوئی قومیں ہیں لیکن جہاں ربوبیت کا معاملہ آیا وہاں ان کا شیطان کو رب قبول کر لینا اتنا کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ کسی دیکھنے والے کے لئے شک کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی- تمام دنیا کی بڑی بڑی قوموں پر نظر ڈالیں وہ کتنے دعوے کرتے ہیں اپنی عظمتوں کے، اپنی تہذیب و تمدن کی فضیلت کے، اپنے اعلیٰ اخلاق کے مگر جہاں بھی ربوبیت کا مسئلہ ہو گا وہ شیطان کے سامنے سر جھکائیں گے، ہرگز کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کریں گے کہ اللہ ان سے کیا تقاضے کر رہا ہے- اگر قوم کے راہنما ربوبیت یعنی رزق کے معاملے میں قوم کے مفاد پر کسی اور قوم کے مفاد کو اس لئے ترجیح دیں کہ اللہ یہ چاہتا ہے تو ان کو اس منصب پر رہنے ہی نہیں دیا جائے گا اس لئے کچھ ان کی بے اختیاری بھی ہے، ساری قوم شیطان کی عبادت کر رہی ہے اور یہ عام طور پر انسان کا حال ہو چکا ہے- تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم دعویٰ میری عبادت کا کرو اور مجھ سے توقع رکھو کہ میں اس کے فوائد تمہیں پہنچاؤں اور تمہارا ہر فعل شیطان کی عبادت میں ڈھلا ہوا ہو اور تم مجسم اس کے بندے بن چکے ہو تو بیک وقت ایسی باتیں کیسے ممکن ہیں، دو حکومتوں کے سامنے بیک وقت سجدہ نہیں ہو سکتا یا اس کو کرو گے یا اس کو کرو گے-

پس عبادت کا مضمون شرک سے تعلق رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ شرک سے توبہ کئے بغیر تم عباد اللہ کی صف میں داخل ہو نہیں سکتے اور تمہاری دعائیں قبول ہی نہیں ہوں گی- اب اس پہلو سے جب آپ ''ایاك نعبد'' کو دوبارہ دہرا کے دیکھیں تو اور عظیم مضمون آپ کو دکھائی دینے لگیں گے- جب آپ کہتے ہیں ''ایاك نعبد و ایاك نستعین'' تو اس میں ایک تو یہ عجز کا اظہار ہے ہم عبادت تیری کرنا چاہتے ہیں کیونکہ جو صفات تو نے پیش فرمائی ہیں اگر کوئی یقین کے ساتھ ان کو سچا مان جائے تو اس کے سوا چارہ ہی نہیں رہا- ''ایاك نعبد'' میں کوئی احسان نہیں ہے اللہ تعالیٰ پر کہ ہم نے فیصلہ کر لیا تیری عبادت کریں گے- یہ کہنے کا طریق ہے کہ تو نے اور چھوڑا کیا ہے جس کی عبادت کریں جب رب بھی تو، رحمٰن بھی تو، رحیم بھی تو اور مالک بھی تو، تو ہم پاگل ہو گئے ہیں جو کسی اور کی طرف جھکیں عبادت کے لئے- کوئی رہا ہی نہیں باقی-

تو ایاك میں یہ نفی جو غیر اللہ کی ہے، یہ ''لا الٰہ'' کی یہ کامل ہونی چاہئے- جتنی یہ کامل ہو گی ''ایاك نستعین'' کی دعا اتنی ہی مقبول ہو گی- اس مقصد کو سمجھے بغیر جب آپ دعائیں کرتے ہیں تو بسا اوقات سمجھ ہی نہیں آتی، دعائیں تو ہم بڑی کر رہے ہیں مگر قبول نہیں ہو رہیں- اے خدا ہم تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں ''ایاك نستعین'' تجھ سے مدد چاہتے ہیں، ادھر سے جواب ہی نہیں ملتا- ساری عمر کی عبادتیں اسی طرح غیر اللہ کے لئے وقف رہتی ہیں یا بے ثمر رہ جاتی ہیں، پھل نہیں لگتا اس لئے کہ عملی زندگی ان کی شیطان کی عبادت کر رہی ہوتی ہے- واقعاتی طور پر ان کا رزق غیر اللہ سے حاصل کیا جاتا ہے ان معنوں میں، ویسے تو سب رزق اللہ ہی سے ملتا ہے، کہ وہ خدا تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کرتے ہوئے رزق کے ان ذرائع سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جائز نہیں ہیں- جہاں بھی یہ بات داخل ہو گی یا جب بھی کسی آزمائش کے وقت انسان یہ فیصلہ کرے کہ ٹھیک ہے میری بلا سے، اللہ کو پسند ہو یا نہ ہو میرا رزق یہاں سے مل رہا ہے میں ضرور لوں گا، وہیں اس کا ربوبیت سے رشتہ کٹ گیا- پھر وہ جب نمازیں پڑھے گا تو اس کی نمازوں میں مزہ آ ہی نہیں سکتا- وہ اس وہم میں مبتلا ہے کہ میں تو بڑی دفعہ کہتا ہوں ''ایاك نعبد، ایاك نستعین'' اللہ مدد ہی نہیں کرتا میں کیا کروں- اس لئے مدد نہیں کرتا کہ تم اس راز کو سمجھ ہی نہیں سکے کہ ''ایاك نعبد'' کی سچائی اس بات کو لازم کرتی ہے کہ ''ایاك نستعین'' کی دعا قبول ہو اور یہ جو مضمون ہے اتنا تفصیل کے ساتھ، اتنا گہرائی کے ساتھ روزمرہ صادق آتا ہے کہ آدمی اگر آنکھیں کھول کر دیکھے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے-

جس جس معاملے میں بھی انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت حقیقت میں کر رہا ہو خواہ ربوبیت کا معاملہ ہو خواہ رحمانیت کا، خواہ رحیمیت کا، خواہ مالکیت کا جہاں جہاں وہ سچا نکلے وہیں وہیں ''ایاك نستعین'' کی دعا جاگ اٹھتی ہے اور ان معاملوں میں ضرور خدا تعالیٰ مدد فرماتا ہے- پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے جو بندے اس کے بندوں کی اعانت میں مصروف رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اعانت اپنے اوپر فرض کر لیتا ہے- وہ خدا کے بندوں کی مدد کر رہے ہیں اللہ ان کی مدد کر رہا ہے خواہ پھر وہ مونہہ سے مانگیں نہ مانگیں یہ کام از خود جاری ہو جاتا ہے- یہ وہ مضمون ہے جس کا رحمانیت کے ساتھ ایک بہت گہرا اور عجیب تعلق ہے جس کے متعلق میں انشاء اللہ آئندہ کبھی بیان کروں گا-

رحمانیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بن مانگے دینے والا اور ''ایاك نعبد'' کی دعا بتاتی ہے کہ مانگو- ''ایاك نعبد و ایاك نستعین'' یہ بظاہر تضاد کیوں ہے؟- ایک اس کا حل یہ ہے جو میں بیان کر رہا ہوں کہ جہاں جہاں بھی آپ خدا تعالیٰ کی صفات سے تعلق جوڑتے ہیں عملی زندگی میں وہاں وہاں مانگے بغیر بھی وہ دیتا ہے وہاں وہ رحمان بن کر نکلتا ہے- اور جہاں آپ تعلق توڑ لیتے ہیں اس سے، وہاں بھی جب دیتا ہے اور دیتا ہے تو پھر بطور رحمٰن نہیں بطور رحیم دیتا ہے کیونکہ وہ مانگنے پر دیتا ہے- پس اس کے لئے وہ اعلیٰ درجے کی شرط نہیں ہے جو دوسرے معاملات میں خدا تعالیٰ نے عائد فرما دی ہے- مثلاً ایک مشرک، پتہ ہے کہ اس نے دوبارہ شرک کرنا ہے مصیبت میں پھنسا ہوا کہتا ہے میں تیری مدد مانگ رہا ہوں اس لئے مانگ رہا ہوں کہ اور مدد باقی نہیں رہی- اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ تو کوئی وقت نہیں مانگنے کا، یہ تو کوئی طریقہ نہیں مگر پھر بھی مان لیتا ہے یہ اس کی رحیمیت سے تعلق رکھنے والا مضمون ہے یعنی مانگنے پر عطا کر دیتا ہے-

اور رحمانیت کے متعلق آنحضرت ﷺ کی احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات بھی اس مضمون پر خوب روشنی ڈال رہی ہیں کہ جو عباد الرحمٰن بن جائیں وہ سوتے ہیں تو اللہ ان کے لئے جاگتا ہے، وہ اپنے مفاد سے بے خبر ہوتے ہیں اور اللہ ان سے باخبر ہوتا ہے ان کی حفاظت کرتا ہے، ان کو پتہ ہی نہیں کہ دشمن کیا سازش کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ مستعد ہو کر دشمن کی ہر سازش کو حملہ بننے سے پہلے پہلے نابود کر دیتا ہے- پس رحمانیت اور رحیمیت دونوں اپنے اپنے مقام پر جلوے دکھاتی ہیں کہیں نہ مانگنا خدا تعالیٰ کے قریب تر کر دیتا ہے کہیں مانگنا خدا تعالیٰ کے قریب تر کر دیتا ہے- آنحضرت ﷺ کی ذات میں یہ دونوں جلوے بڑی عظیم، حیرت انگیز صفائی سے ہمارے سامنے آتے ہیں مگر جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے انشاء اللہ آئندہ کسی خطبے میں اس مضمون پر جو ایک علیحدہ مضمون ہے تفصیلی بعد میں روشنی ڈالوں گا-

اس وقت میں اس مضمون کی طرف واپس آ رہا ہوں کہ شیطان کی عبادت کی پہچان اب کیا ہو گی-

پہلی اپنی ربوبیت کی حفاظت کریں یعنی اپنی رزق کی تمنا، اپنی دولت کی تمنا، اپنی جائیدادوں کی تمنا یہ سارے ربوبیت سے تعلق رکھنے والے مضامین ہیں ان کی نگرانی کریں اور حفاظت کریں- جہاں جہاں آپ غیر اللہ سے اپنے آپ کو چھڑا کر اللہ کی ربوبیت کے سائے تلے آئیں گے وہاں لازماً آپ کو خدا تعالیٰ کی عبادت ایسی نصیب ہو گی کہ ہر عبادت کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا جلوہ آپ پر پہلے سے زیادہ روشن ہو گا- اور ''ایاك نعبد'' کے نتیجے میں ''ایاك

لولاك لما خلقتُ الافلاك

ترجمہ۔ (اے محمد ﷺ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا۔ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مِرا یہی ہے

منجانب۔ محتاجِ دُعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

نستعین" کا مضمون ایک قانون قدرت کی طرح جاری ہوگا اس میں پھر کوئی روک پیدا ہو ہی نہیں سکتی- لیکن سب سے بڑا فتنہ ربوبیت ہی کا فتنہ ہے یعنی غیر اللہ کو رب بنانا-

پس فرمایا ہم نے تمہیں کہا نہیں تھا، عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کو رب نہ بنانا، یہ مطلب ہے اس کی عبادت نہ کرو اور تم اس کو رب بنا بیٹھے ہو اور جب اس کو رب بنا بیٹھے ہو تو تمہارا سارا معاشرہ دکھوں سے بھر گیا ہے- یہ وہ "عدو مبین" ہونے کا مضمون ہے- اب آپ دیکھیں جتنے بھی دنیا میں مسائل ہیں، جتنی مصیبتیں ہیں ان میں سب سے بڑی وجہ رزق کے حصول کی پاگلوں والی تمنا جو پھر کوئی بھی اخلاقی قدر اپنی راہ میں حائل نہیں ہونے دیتی- چور چوری کرتا ہے اور یہ رزق کی تمنا ہے اصل میں اس نے شیطان کو رب بنالیا- اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں کرنی، اس نے کہا میں نے تو رزق حاصل کرنا ہی ہے وہ جب کسی غیر کا دروازہ توڑتا ہے تو شیطان کے دروازے توڑ کر اس کے گھر میں داخل ہوتا ہے عملاً، یعنی جہاں تک اس کی روح کا تعلق ہوتا ہے وہ شیطان کو اپنالیتا ہے اور یہ تمنا جتنی بڑھتی چلی جائے اتنا زیادہ سوسائٹی ظلم سے بھرتی چلی جاتی ہے- اس کا اگلا قدم ڈاکہ ہے، اگر گھر والے نے دیکھ لیا تو یہ خوف کہ مجھے پہچان نہ لیا ہو اس کے قتل پر اس کو آمادہ کر دیتا ہے- پھر یہ اور ظلم بڑھتا ہے تو گلیاں محفوظ نہیں- آتے جاتے یہاں تک بھی ہوتا ہے بعض معاشروں میں، امریکہ میں مثلاً واشنگٹن، نیویارک وغیرہ میں روزمرہ کی بات ہے کہ کسی عورت کے ہاتھ میں بہت قیمتی گھڑی ہے اس کی کلائی میں یا سونے کا کڑا پہنا ہوا ہے تو اس نے تیز دھار کا آلہ مارا اور ہاتھ بھی کٹ گیا اور کڑا کھل کے زمین پہ گرا اور وہ اٹھا کے بھاگ گیا یعنی ایک کڑے کی خاطر یا ایک گھڑی کی خاطر ہاتھ کاٹنا ان کے لئے کچھ بھی نہیں، کوئی برائی بھی دکھائی نہیں دیتی تو عدو مبین ہوا کہ نہیں شیطان- جو معاشرے کو ایسے ایسے ظلموں سے بھر دے وہ تمہارا دوست کیسے ہو گیا اور جب یہ ظلم پھیلتے ہیں تو جگہ جگہ چوری ڈاکہ اور اس کے نتیجے میں لوٹ مار، رستوں پہ کھڑے ہو کر ڈاکے ڈالنا اور پھر جتنے مظالم ہوتے ہیں یہ دکھائی دے رہے ہیں معاشرہ چیخ رہا ہوتا ہے کہ یہ ظالم ہیں لیکن اسی معاشرے میں وہ شیطان کے دوست بس رہے ہیں جو ان شیطانی صفات کے نتیجے میں معاشرے کو دکھ عطا کر رہا ہے اور ہر شخص اگر اس مقام پر آجائے جہاں اس کو حاصل ہو جائے کچھ تو وہاں دھوکے سے کام لینے میں کوئی بھی تردد نہیں کرے گا خواہ وہ پیسے دے کر عدالتوں کو اپنے حق میں جھوٹے فیصلے لے یا بچے چرا کر فیصلے لے، ہر ظلم ہی کی ایک قسم ہے جو شیطان کی دوستی کے مظاہر ہیں اور جب ساری سوسائٹی اولیاء الشیطان بن چکی ہو تو وہاں سے خیر کی کیا توقع ہو سکتی ہے-

لور ربوبیت کا مضمون جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے سب سے اہم اور سب سے زیادہ وسیع طور پر انسانی زندگی پہ پھیلا پڑا ہے- چھوٹے بڑے امیر غریب سارے ممالک اس میں ملوث ہیں- تمام انسان اس میں ملوث ہیں، اگر احمدی بھی ملوث ہو گئے تو یہ لوگ بچیں گے کیسے- یہ سوال ہے جو میں اٹھانا چاہتا ہوں

ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی
وہ ہم سے بھی زیادہ کشتہ تیغ ستم نکلے

پھر تو یہ حال ہے جو آپ پر صادق آئے گا- غالب کا یہ شعر کہ جن سے ہمیں توقع تھی کہ خستگی کی داد پائیں گے وہ تو ہم سے بھی زیادہ خستہ نکلے تو پھر تو دنیا اسے یہ کہے گی کہ تم سے ہم امیدیں لگائے بیٹھے تھے کہ تم ہمیں بچاؤ گے تم تو خود غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہو- جب تمہارا اپنا رزق پاک صاف نہیں رہا تو بنی نوع انسان کے رزق کو کیسے پاک صاف کرو گے اور جب یہ حال ہو گا پھر اللہ آپ کا رب بنے گا کیسے ؟- یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ شیطان کو رب قبول کر لو اور اللہ رب بن جائے- اور اللہ رب نہ ہو تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا، پھر تو سارا قصہ ہی ختم ہے-

تو اس دنیا کو بچانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں تم وہ آخری خدا کی جماعت ہو اگر تم نہیں بچاؤ گے تو کوئی بچانے والا نہیں آئے گا- اتنی اہم ذمہ داریوں کو سمجھے بغیر آپ روزمرہ کی زندگی میں ایسے معاملات میں ملوث ہوں، کوئی دن نہیں ہوتا ڈاک میں جہاں ایسے خط نہ ملتے ہوں فلاں نے مجھے یہ کہا اتنے پیسے لے کے بھاگ گیا، فلاں اتنے پیسے کھا گیا فلاں مکر ہی گیا ہے کہ میں نے لئے تھے پیسے- کسی نے کہا کہ پیسے دو میں فلاں ملک پہنچاتا ہوں- ہم نے ڈھونڈا تو دیکھا، نظر آنا بند ہوا تو پتہ لگا کہ آپ اس ملک میں پہنچ گیا ہے، وہاں بیٹھا ہوا ہے- اس قدر ظالمانہ کارروائیاں ہو رہی ہیں اور دعوے یہ ہوں کہ "ایاك نعبد و ایاك نستعین"- دعائیں مانگیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں بعض ایسے لوگ- تو کس کی عبادت کر رہے ہیں مدد اس سے مانگیں پھر- کیوں کہ ایاك نعبد نے شرط لگادی ہے ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اس لئے مدد کے لئے تیرا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں اگر عبادت کسی اور کی کر رہے ہیں تو آواز آئے گی کہ اے لعنتیو! دور ہٹ جاؤ میرے دروازے سے- جس کا دروازہ تمہارے دل کھٹکھٹا رہے ہیں وہی تمہارا معبود ہے اسی سے جا کے مدد مانگو- تو دعاؤں کی قبولیت کا راز اس بات میں خدا تعالیٰ نے کھول دیا ہے اور کتنا کھل کر یہ مضمون سامنے آجاتا ہے **آپ اپنے تعلقات کو اللہ تعالیٰ سے ٹھیک کریں، اپنی عبادت کا رخ اس طرف پھیریں اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک شیطان کی عبادت سے کلیتہً اجتناب نہ کریں**- اب یہ کوئی ایسا کام نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آسکے- سمجھ میں صاف آگیا ہے اور پھر اگر ہاتھ نہ پڑے پھر بھی یہی آیت آپ کے کام آئے گی مگر پھر اس میں ایک اور درد کا پیدا ہونا ضروری ہے-

ایک انسان ایک بددیانتی کے معاملے میں ملوث ہے، گندی عادتیں پڑ چکی ہیں اور کئی قسم کی اقتصادی بے راہروی کا عادی ہو گیا ہے، وہ تعلق توڑنا چاہتا ہے ان باتوں سے، خدا کے حضور حاضر ہونا چاہتا ہے کہ اے خدا جو پاک رزق تو عطا کرے وہی میرے لئے کافی ہے اور بس نہیں چلتا تو اس وقت یہی دعا اور طرح کام آتی ہے "ایاك نعبد و ایاك نستعین" اے خدا ہم تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں مگر ہو شیطان کی رہی ہے اس لئے ہم تجھ سے مدد مانگ رہے ہیں- کچھ ایسا کر ہمارے لئے کہ ہمیں اپنی عبادت نصیب فرما- جب دل میں درد پیدا ہو اور یہ دعا اس مضمون کے ساتھ کی جائے تو پھر اس کا اثر آپ ضرور دیکھیں گے لازماً ظاہر ہو گا- پس اللہ تعالیٰ نے تو ہر توقع جو انسان سے رکھی ہے، اپنے بندوں سے، اس کو آسان کر کے دکھادیا ہے کھول کھول کر سمجھادیا ہے یہ طریق اختیار کرو، یہ طریق اختیار کرو تو پھر تم میری راہ پر قدم رکھنا مشکل نہیں پاؤ گے، وہ راہ آسان ہوتی چلی جائے گی-

"و ان اعبدونی ھٰذا صراط مستقیم" سیدھی بات یہ ہے میری عبادت کرو سیدھے رستے پر چل پڑو گے کوئی خطرہ نہیں، کوئی وہاں ڈاکہ نہیں، کوئی چور اچکا نہیں آسکتا اور وہ ترقی کی راہ وہ ہے "انعمت علیھم" والی- ان لوگوں کی راہ ہے کہ اے خدا جن پر تو نے نعمتیں نازل فرمائیں- تو ہر انسان اپنی سربلندی کے لئے یا نعمتوں کے حصول کے لئے یا رزق میں برکت کے لئے دنیا میں جھک مارتا پھرتا ہے ساری توجہات، ساری محنتیں ان چیزوں کے لئے وقف کر رکھی ہیں اور جو آسان سیدھا رستہ خدا نے سمجھادیا ہے اس پر چل کے دیکھتا نہیں اس وجہ سے کہ یقین کی کمی ہے اور اگر یقین کی کمی ہے تو پھر جس پر یقین زیادہ ہے اس کی عبادت ہو گی جس پر یقین کم ہے اس کی نہیں ہو گی تو یہ شرک کی پہچان کا پیمانہ بن گیا اور اللہ تعالیٰ پر کس حد تک یقین ہے، یہ پہچاننا ہو تو اپنے روزمرہ کے رد عمل سے آپ لازماً پہچان سکتے ہیں، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس بارے میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی رہے-

آگے رحمانیت کا مضمون ہے- جب بھی آپ بنی نوع انسان کو یا ان میں سے بڑے لوگوں کو رحمان سمجھیں تو جب کوئی مشکل پڑے ان کی چوکھٹ پہ جاکے رحمان، رحمان کی آوازیں دیتے ہیں اور ان سے تعلق بعض دفعہ اس طرح بھی رکھتے ہیں جیسے رحمانیت کا اپنے بندوں سے تعلق ہے یا بندوں کا رحمان سے ہے بن مانگے دینے کا مضمون بھی یہاں بالکل بعینہ صادق آتا ہے- بہت سے انسان بڑے لوگوں سے اس لئے تعلق نہیں رکھتے کہ ہم ان سے مانگیں گے بلکہ وہ تعلق ہی میں بن مانگے کے فائدے پیش نظر رکھتے ہیں- وہ جانتے ہیں کہ یہ تعلق ایسے ہیں جن کے نتیجے میں فائدہ پہنچنا ہی پہنچنا ہے- شاہ کا مصاحب بنا ہوا اتراتا پھرتا ہو بڑے لوگوں سے واسطے ہوں، بڑی چوکھٹوں پر جاتا ہو تو ارد گرد کے فوائد اسے خود بخود ملتے ہیں، ضروری نہیں کہ اس سے مانگے- کوئی آج کل یہ نظر رکھتا ہو کہ نواز شریف صاحب کے محل سے کون نکلتا ہے اور کون جاتا ہے یا اس سے پہلے بھٹو صاحب کے محل سے کون نکلا کرتا تھا اور کون جاتا تھا یہ باتیں اتنی ہی کافی ہیں اس کے لئے- اور ایسے لوگوں کی چٹھیاں پھر مچلکوں کی طرح چلتی ہیں-

اور ایک دفعہ ایک تحقیق کے نتیجے میں واقعتہً ایسی باتیں سامنے آئیں کہ جن لوگوں کو حکومت کے قریب سمجھا گیا وہ یہ بھی نہیں کہتے تھے کہ فلاں نے ہمیں یہ کہا ہے اور فلاں طرف سے آرڈر آیا ہے وہ صرف دو حرف ڈال دیتے تھے کہ یہ کام کرنا ہے اور وہ کام ہو جاتا تھا، بڑے بڑے افسروں کی مجال نہیں تھی کہ یہ جاننے کے باوجود کہ فلاں کا دوست ہے یا آنا جانا رکھتا ہے وہاں اس کے حکم کا انکار کر سکیں- تو رحمان یہ بن جاتے ہیں ان معنوں میں کہ بن مانگے دینے والے بن گئے ہیں ان کے کہنے کی ضرورت نہیں اور اگر کہہ کے مانگیں تو اکثر انکار ہی ہو جائیں گے- تو انسان رحمٰن کسی اور کو سمجھے اور اللہ سے تعلق رکھے یعنی بظاہر، اور کہے اے رحمٰن تیری صفت رحمانیت نے ایسا میرے دل کو کھینچا ہے کہ اب میں یہ فیصلہ کرتا ہوں "ایاك نعبد و

ارشاد نبوی

الدین النصیحة

(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)

— (منجانب) —

رکن جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا:-

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان- 248-5222,248-1652

رہائش- 243-0794، 27-0471

ایاك نستعین"-

توجو ربوبیت کی چمک تھی، ربوبیت کی کشش تھی وہ اپنی جگہ کام کر رہی ہے-ایک رحمانیت کی کشش ہے وہ اپنی جگہ کام کرتی ہے پھر گناہوں سے بخشش کے لئے رحمانیت کام آتی ہے جہاں کوئی شخص پھنسا وہاں اس کا رحمٰن بدل جاتا ہے اللہ کی طرف دوڑنے کے بجائے پہلا خیال اپنے دوستوں کا آتا ہے، اپنے تعلق والوں کا آتا ہے، افسر متعلقہ کا آتا ہے، اس سے رحم کی بھیک مانگوں اور جو بھی بخشش ہے اس کے بغیر ممکن نہیں گویا اس کی رحمانیت ہی ہے جو ڈھانپ لے تو میں بخشا جاؤں گا نہ ڈھانپے تو نہیں بخشا جاؤں گا-واقعتہً یہ توکل کس پر ہے یہ ہے اصل بات-اگر توکل غیر اللہ پر ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا بالکل بے معنی ہوگا-مرغی کے متعلق آتا ہے کہ انڈے کہیں دے، بیٹھیں کہیں اور کرے-پس دین کو تو آپ نے بیٹوں سے بھر دیا ہو اور انڈے دوسرے گھروں میں دیتے ہوں اور جب ضرورت پڑے تو بیٹوں کے مقام پر جاکے انڈے مانگیں یہ کیسے ہو سکتا ہے- **آپ نے اگر رحمٰن سے تعلق رکھنا ہے تو پاکیزگی کا، رحم کا تعلق اس طرح رکھیں کہ اس کی رحمانیت کے مقابل پر کسی کی رحمانیت کو خاطر میں نہ لائیں-ہر مشکل، ہر مصیبت کے وقت پہلا خیال دعا کا ہو اور اس طرح بھی انسان اپنی شناخت کر سکتا ہے**-اگر پہلا خیال دوسروں کا ہو اور ساتھ دعا بھی مانگے یا کہے کہ آپ میرا یہ کام کروادیں اور دعا بھی کریں تو یہ جھوٹ ہی جھوٹ ہے-اگرچہ یہ ایک مشکل مسئلہ ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس راہ کے خطرات کو کھول کھول کر بیان کرتے ہوئے ہمیں سمجھایا ہے-

فرمایا ہے توکل اللہ پر کرنا، اس کی رحمانیت پر توکل کرنا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دنیا کے ذرائع جو خدا تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں ان سے آپ مونہہ پھیر لیں اس لئے وہ ذرائع اختیار کرنے ہیں اور اس کے باوجود رحمٰن خدا کو سمجھنا ہے یا رب خدا کو سمجھنا ہے-جب تک آپ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکیں گے آپ کے تعلقات اپنے رب سے یا اپنے رحمٰن خدا سے درست ہو ہی نہیں سکتے-سوال یہ ہے کہ وہ تعلقات آپ کی نظر میں ادنیٰ ہیں جو دنیا کے ہیں یا اللہ سے جو رحم کی توقع ہے وہ ادنیٰ ہے-اور یہ باریک فیصلہ ہر انسان اپنی ذات کے اندر کر سکتا ہے، کچھ بھی مشکل نہیں ہے-اگر کہیں دنیا کے اسباب انسان اس لئے اختیار کرتا ہے کہ میرے اللہ کا حکم ہے اور مسلسل یقین رکھتا ہے کہ ان اسباب کو پھل لگیں گے ہی نہیں جب تک خدا نہیں چاہے گا تو یہ اسباب پھر شرک نہیں ہیں، یہ عبادت بن جاتے ہیں اور "ایاك نعبد" میں یہ داخل ہو جاتے ہیں پھر-

پس "ایاك نعبد" کا یہ مضمون بنے گا کہ اے خدا ہم مانگتے ہی نہیں بلکہ تو نے جو کچھ ہمیں مہیا کیا ہے سب کچھ اس راہ میں صرف کر رہے ہیں اب باقی ہمارے پاس کیا رہا ہے-لیکن جو کچھ تو نے ذرائع اور اسباب ہمیں مہیا فرمائے تھے وہ تیری مرضی کے بغیر کام کر ہی نہیں سکتے اس لئے اپنا سب کچھ لے کے تیرے دربار میں حاضر ہو گئے ہیں-مانگتے بھی تجھ سے ہیں اور جیسے تو نے کہا وہ سب کر دیکھا ہے-اب نتیجہ نکالنا تیرے ہاتھ میں ہے-اس لئے "ایاك نستعین" ہم تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں اور مدد چاہنے میں دعاؤں کے رنگ سیکھنے کا مضمون بھی داخل ہے اس کو وہاں تک پھیلائیں تو پھر اور بھی زیادہ آپ کی دعا میں وسعت پیدا ہو جائے گی اور گہرائی پیدا ہو جائے گی-

یہ جو دعا کے مختلف طریق "ایاك نعبد" کے حوالے سے میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اس میں یہ بات بھی داخل اگر آپ کر لیں کہ اے خدا ہم تیری عبادت کرتے ہیں واقعتہً تعلق توڑ بیٹھے ہیں دوسروں سے جو تو نے کہا یہ کیا کر وایسے موقع پر وہ کر رہے ہیں ہم اور اس کے باوجود ہم اپنی طاقت سے کچھ بھی حاصل نہیں کرتے کیونکہ ہماری دعاؤں میں بھی نہیں جانتے کہ وہ سوز اور وہ قوت ہے دل کی گہرائی سے اٹھنے والی دعاؤں کی قوت جو مقبولیت کا نشان بن جایا کرتی ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ قوت ان دعاؤں کو حاصل ہے کہ نہیں، ہم نہیں جانتے کہ ہمارے ذرائع کافی ہیں کہ نہیں-اب ذرائع ناکافی ہوں تو پھر انسان غیر اللہ کی طرف بھی دوڑ سکتا ہے-غیر اللہ کی طرف دوڑنے کا ایک معنی یہ ہے کہ پورے ذرائع کام نہیں کرتے چلو رشوت دے کر کچھ ذرائع کو آسان کر لیں-

تو یہ دعا ان معنوں میں پھر ایک عظیم دعا بنے گی اور کارآمد ہوگی کہ یہ فیصلہ کریں کہ جو کچھ ہماری طاقت میں تھا اس لئے کیا تھا کہ تو نے فرمایا تھا-اس لئے تو نہیں کیا کہ ہم ان چیزوں پر سہارا کر رہے ہیں اور ثبوت یہ ہے "ایاك" یعنی صرف تیرا، صرف تیری عبادت کرتے ہیں-اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ بعض ناجائز ذرائع ہمارے رستے میں آئے تھے مہیا ہوئے تھے ہمیں لوگوں نے سمجھایا کہ اگر چاہو تو یہ کام کیا جا سکتا ہے مگر ہم رک گئے، ہم نے نہیں کیا تاکہ جب تیرے حضور یہ دعا لے کے حاضر ہوں کہ "ایاك نعبد" تو اس میں کسی قسم کا کوئی رخنہ نہ ہو، کوئی کھوٹ شامل نہ ہو-اس لئے اب سب کچھ ہم تیرے حضور حاضر کر رہے ہیں یہ دعا نامقبول ہو ہی نہیں سکتی، ناممکن ہے-اور کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بندوں نے اس کو آزما کے دیکھا ہے-

جب ان شرطوں کے ساتھ آپ خدا کے حضور حاضر ہوں تو ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ دعائیں مقبول نہ ہوں-اگر کہیں مقبول نہیں ہو رہیں یا لگتا ہے کہ مقبول نہیں ہو رہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کے دو ایسے پہلو ہیں جو پیش نظر رکھنا-ایک ہے وفا اور صبر کا پہلو- "ایاك نعبد" میں یہ بھی مضمون ہے کہ اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں "و ایاك نستعین" اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں، یہ چند دن کا قصہ نہیں رہا، یہ چند مہینوں کی بات نہیں یہ سال دو سال کا ماجرا نہیں ہے ساری زندگی ہم یہی کریں گے تو پھر مایوسی کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، پھر تو بال بڑھاپے سے بھڑک بھی اٹھیں تب بھی انسان یہی کہے گا کہ تیری دعا سے میں مایوس ہونے والوں میں سے نہیں ہوں تو بعض دفعہ دعا میں ایک صبر کا مضمون داخل ہوتا ہے جو "ایاك نعبد" میں شامل ہے-

پس اس لئے یہ کہنا کہ دعا مقبول نہیں ہوئی یہ درست نہیں، یہ دعا کی شرطوں کی آزمائش کا ایک طریق ہے-اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم جو کہتے ہو کہ سب کچھ مجھے دے بیٹھے ہو، سب کچھ میرے سپرد کر دیا ہے، ساری زندگی کی وفائیں میرے قدموں میں ڈال دیں تو چلو دیکھتے ہیں کہ واقعتہً سچے بھی ہو کہ نہیں اور جب پھر انسان وفا کا معاملہ کرے تو بعض دفعہ ساری عمر کی مانگی ہوئی دعائیں بھی خدا ایسے لمحات میں قبول کر لیتا ہے جن لمحات میں دوسرے خدا کو چھوڑ کر جا رہے ہوتے ہیں اور **ایسا شخص جو وفا کے ساتھ دعاؤں پر قائم رہتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے خدا کی گود میں آجاتا ہے** تو ایک یہ بھی وجہ ہے کہ بسا اوقات انسان دھوکہ کھا جاتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہو رہی-

ایک اور بھی وجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور وجوہات میں سے بیان فرمائی ہے کہ بعض دفعہ جو انسان مانگ رہا ہے وہ اس کے حق میں اچھا نہیں ہوتا اور خدا تعالیٰ اس کی دعا کو رد نہیں کرتا بلکہ اس سے بہتر دے دیتا ہے اور بعض دفعہ جو مانگ رہا ہے اس کے لئے حالات کی تیاری قانون قدرت کے مطابق کچھ وقت چاہتی ہے اور وہ آناً فاناً تیاری ہو نہیں سکتی کیونکہ قانون قدرت کے خلاف ہے تو اس کے لئے بھی صبر کی بھی ضرورت ہے اور توکل کی ضرورت ہے-فرمایا جہاں تم بظاہر نامقبول دعائیں بھی دیکھتے ہو یاد رکھنا اگر اس پر تم صبر سے کام لو اور "ایاك نعبد" کا پیچھا نہ چھوڑو، "ایاك نستعین" کی آواز بلند کرنی بند نہ کردو تو جو تم مانگ رہے تھے اس سے بہت زیادہ دے گا، کچھ اس لئے کہ اس دعا نے جس رنگ میں یہ مانگی گئی ہے وہ قبول تو ہونا ہی ہونا تھا کچھ اس لئے کہ تمہیں جو وقتی طور پر ٹھوکر سی لگی صدمہ سا آیا کہ جو میں نے مانگا تھا وہ تو نہیں ملا-تو بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اس طرح اشک شوئی کرتا ہے جو دیتا ہے اس سے زیادہ دیتا ہے جو مانگا گیا تھا اور بظاہر وہ قبول نہیں ہوا تو اپنی طرف سے جرمانہ ڈال دیتا ہے، خدا تعالیٰ کا تو کوئی جرمانہ نہیں مگر بندے بعض دفعہ اپنے پیار کے اظہار میں کہتے ہیں میں نے تمہیں کہا تھا نا میں چیز دوں گا، میں بھول گیا اب یہ میری طرف سے ایک اور ہے یہ جرمانہ ہے میرا-تو اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے جب وہ جھکتا ہے تو اتنا جھک جاتا ہے ذلیل ترین بندوں کے مقام تک پہنچ کر ان کو عطا کرتا ہے اور اپنے اوپر پابندیاں ڈال دیتا ہے کہ اوہو تمہیں تکلیف پہنچی اب میں تمہیں بڑھا کر دوں گا تاکہ تمہارے سارے صدمے دور ہو جائیں، ساری کوفت ختم ہو جائے-

یہ عبادت کا مضمون ہے جس کے اور بھی بہت سے پہلو ہیں مگر سرِدست میں یہی بیان کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ **عباداللہ بننا لازم ہے ہم پر-اگر ہم اللہ کے بندے بن جائیں تو خدا کی ساری کائنات ہماری ہو جائے گی**-لیکن اللہ کے بندے اس لئے نہیں کہ کائنات ہماری ہو جائے گی-یہ کہ ہماری ساری کائنات اس کی ہو جائے اس روح کے ساتھ عبادت کریں، اس روح کے ساتھ خدا سے عبادت مانگیں تو دیکھیں دنیا کی تقدیر کتنی جلدی جلدی بدلتی ہے-کل عالم میں انقلاب برپا ہو جائے گا جس کی آپ تمنا لے کے اٹھے ہیں آج اور وہ آپ کے وقت کے اندازے، آپ کے اندازوں کے پیمانے بدل جائیں گے-اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور قرآن کریم کی آیات سے سچی راہنمائی حاصل کر کے اس راہنمائی پر عمل کرنے کی توفیق بخشے- (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے تم خلافتِ حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں اور بھی اونچا کرے۔ اور اس جہان میں بھی اونچا کرے تا مرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو۔ (حضرت مصلح موعود رضی اللہ)

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی جانب سے ساتویں آل پاکستان ورزشی مقابلہ جات

ربوہ۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی جانب سے ۱۹ر تا ۲۱ فروری کو ساتویں آل پاکستان ورزشی مقابلہ جات ربوہ (پاکستان) میں منعقد کیے گئے۔ افتتاحی تقریب ۱۹ر فروری کو صبح ساڑھے آٹھ بجے محمود ہال ربوہ میں منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی محترم سید قائم احمد شاہ صاحب نائب وکیل تعلیم تحریک جدید تھے تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔

ورزشی مقابلہ جات میں پاکستان بھر کے ۵۱۵ کھلاڑیوں نے شرکت کی مقابلہ جات میں والی بال باسکٹ بال۔ فٹ بال۔ سائیکل ریس۔ ٹیبل ٹینس۔ بیڈمنٹن۔ دوڑ۔ ہائی جمپ۔ لانگ جمپ۔ نیزہ پھینکنا۔ نشانہ غلیل وغیرہ شامل تھے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ان کھیلوں کے موقعہ پر قیام وطعام کا نہایت عمدہ انتظام تھا۔

اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے ناظر امور خارجہ صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب تھے آپ نے امتیازی پوزیشن حاصل کرنے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے اور دعا کرائی۔ یاد رہے کہ پاکستان میں شدید مخالفت کے باوجود پاکستان کے احمدی نوجوان اپنی تعلیمی و تربیتی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

سسکاٹون (کینیڈا) میں جماعت احمدیہ کے تبلیغی مرکز کا افتتاح

حال ہی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا کے سسکاٹون شہر کے ایک خوبصورت علاقہ میں جماعت احمدیہ نے ایک عمارت خریدی ہے سسکاٹون کے مشرقی حصہ میں واقع یہ ایک وسیع اور کشادہ جگہ ہے اس کے دو ہال ہیں ایک ہال میں دو صد افراد اور دوسرے ہال میں پچاس افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس عمارت کے حصہ میں ۴۰ کاریں پارک ہو سکتی ہیں۔

اس سے قبل سسکاٹون میں ایک چھوٹا سا تبلیغی مرکز خرید اگیا تھا جو جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کیلئے ناکافی ہو گیا تھا۔ خدا نے اپنے فضل سے کشادہ عمارت مسجد اور تبلیغی مرکز کے طور پر عطا کر دی ہے۔

اس عمارت کا افتتاح ۶/ دسمبر ۹۶ بروز جمعۃ المبارک مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج کینیڈا نے کیا۔ اس نئے تبلیغی مرکز کے افتتاح پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے بڑی خوشی و مسرت کا اظہار کیا اور اپنے پیغام میں فرمایا "الحمد لله بارك الله لكم الله تعالیٰ سب کیلئے بہت بابرکت فرمائے اور کثرت سے عبادت کرنے والے لوگ اس میں اکٹھے ہوں كان الله معكم و ايدكم بروح القدس"

داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ کا تعلیمی سال ۱۶ر اگست ۹۷ء کو شروع ہو رہا ہے۔ خواہش مند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کریں داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلے کی شرائط:

۱۔ درخواست دہندہ وقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہش مند ہو۔
۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔
۳۔ کم از کم میٹرک پاس یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔
۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔
۵۔ عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دئے جانے کے بارہ غور ہو سکے گا۔
۶۔ حفظ کلاس کیلئے عمر ۱۲ر ۱۰ سال سے زائد نہ ہو۔ قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔
۷۔ امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلے کیلئے موزوں ہے۔
۸۔ درخواست دہندہ اپنے سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفیکٹ امیر جماعت یا صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز ۱۰ر جولائی ۹۷ء تک ارسال کریں۔

تحریری ٹیسٹ وانٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ انٹرویو کی اطلاع بعد جائزہ دی جائے گی۔ قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔ ٹیسٹ وانٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہوں گے۔

امیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے کپڑے وغیرہ لے کر آئیں۔

سلیبس

تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا ہوگا۔

اردو: مضمون۔ درخواست

انگریزی: مضمون۔ درخواست۔ ترجمہ اردو سے انگریزی۔ انگریزی سے اردو۔ گرامر۔

انٹرویو: اسلامیات۔ احمدیت۔ جنرل نالج۔ انگلش ریڈنگ۔ اردو ریڈنگ۔ تلاوت قرآن پاک۔

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

بقیہ۔ صفحہ اوّل

کے دور اول کے مطابق زندگی گزارنے کی تعلیم دیتے ہیں جبکہ حالات بدل چکے ہیں۔ اس بارہ میں حضور کا کیا ارشاد ہے؟ حضور نے اس بارہ میں ایک لطیفہ بیان فرمایا کہ بعض لوگ Fundamentalists ان لوگوں کو کہتے ہیں کو فنڈ اکٹھے کرتے ہیں۔ پھر حضور نے فرمایا کہ اصل میں اس لفظ کا استعمال غلط ہے کیونکہ در حقیقت بنیاد اور جڑیں قرآن کریم میں ہیں اور آنحضرت ﷺ کی زندگی اس بنیاد کا عملی نمونہ تھی اور یہی قابل عمل ہے۔

دو گھنٹے سے زائد وقت تک جاری رہنے والی اس نہایت دلچسپ اور مفید مجلس کے اختتام پر حضور ایدہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کی تقریب ہوئی جس میں نئے دوستوں نے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شرکت کا عہد باندھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ (رپورٹ: بشیر الدین سامی۔ صادق محمد طاہر)

اعلان دعا

خاکسار کے میاں مکرم محمد عبد الحق صاحب انسپکٹر وقف جدید سلسلہ کے کام سے دورہ پر گئے ہوئے تھے اچانک یرقان کی بیماری میں مبتلاء ہو گئے ہیں۔ موصوف اس وقت کرڈاپلی میں زیر علاج ہیں۔ ڈاکٹر نے سفر کرنے سے منع کیا ہے موصوف کی صحت کاملہ وعاجلہ کیلئے احباب جماعت سے دردمندانہ و عاجزانہ دعا کی درخواست ہے

اعانت بدر ۲۵ روپے۔

(راشدہ الماس اہلیہ مکرم محمد عبد الحق اڑیسوی قادیان)

تقریب رخصتانہ

مکرم شاہ جہاں صاحب راز اسٹیشن ماسٹر سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ چارکوٹ ابن مکرم نذیر احمد صاحب کا نکاح مکرمہ نسیم اختر صاحبہ بنت مکرم حاجی محمد زمان صاحب ساکن ارتال کے ساتھ مبلغ پچاس ہزار ۵۰۰۰۰ روپے حق مہر پر مکرم مولوی غلام احمد صاحب قادر مربی سلسلہ نے مورخہ ۴۔۵۔۹۷ کو بمقام ارتال پڑھایا بعدہ ۵۔۵۔۹۷ کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ احباب جماعت سے رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (شاہ چنگیز فردوسی)

ولادت

برادرم مکرم سید انوار الدین صاحب ایم اے آف سونگڑہ اڑیسہ کو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ۱۸ر نومبر ۹۶ کو لڑکا عطا کیا ہے۔ نو مولود وقف نو کی تحریک میں شامل ہے۔ حضور انور نے بچہ کا نام اعزاز الدین تجویز فرمایا ہے نو مولود محترم مولوی سید صمصام الدین صاحب مرحوم سابق مبلغ سلسلہ کا پوتا اور محترم مولوی ہارون رشید صاحب سابق صدر جماعت بھدرک کا نواسہ ہے عزیز کی صحت و سلامتی درازی عمر بلند اقبال کیلئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ (سید قیام الدین برق مبلغ لکھنؤ)

☆ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے لڑکی عطا فرمائی ہے لڑکی کا نام رمیزا بی رکھا گیا ہے۔ احباب سے زچہ و بچی کی صحت و سلامتی کیلئے نیز بچی کے صالح و خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔

(فیروز باشاہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ بلاری)

اعلانات نکاح

☆ مکرمہ غزالہ واحد صاحبہ بنت مکرم عبد الواحد صاحب ساکن شاہجہانپور (یوپی) کا نکاح مکرم عبد القدیر فرحان صاحب ابن مکرم عبد الحمید صاحب مرحوم ساکن شاہجہانپور (یوپی) کے ساتھ مبلغ بتیس (۳۲۰۰۰) ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم نے مورخہ ۹۶۔۱۱۔۲۴ کو شاہجہانپور میں پڑھا۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔ (ڈاکٹر زاہد احمد چند قادیان)

☆ مکرم مولانا عبد الرؤف صاحب سرکل انچارج کرناٹک نے مورخہ ۹۷۔۴۔۲۶ کو جماعت احمدیہ نانچاری مڈور ضلع وارنگل میں عزیزہ نصرین سلطانہ بیگم بنت مکرم صاحب حسین صاحب آف نانچاری مڈور کا نکاح مکرم شیخ چاند پاشاہ ولد مکرم یوسف میاں صاحب آف کونہ گوڈم کے ساتھ مبلغ ۵ ہزار روپے حق مہر پر پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ ہر دو رشتہ کو فریقین کیلئے باعث برکت بنائے۔ آمین۔

☆ ساتھ ہی دوسرا نکاح مکرم مولانا صاحب موصوف نے اپنی بڑی صاحبزادی عزیزہ امۃ القیوم مبارکہ کا نکاح مکرم حافظ سید رسول نیاز نائب نگران اعلیٰ آندھرا و لد مکرم صاحب، حسین صاحب کے ساتھ مبلغ پچیس (۲۵۰۰۰) ہزار روپے حق مہر پر پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ ہر دو رشتہ کو فریقین کیلئے باعث برکت بنائے) آمین اعانت بدر ۷۵ روپے۔ (محمد یعقوب علی صدر جماعت احمدیہ نانچاری مڈور ضلع ورنگل)

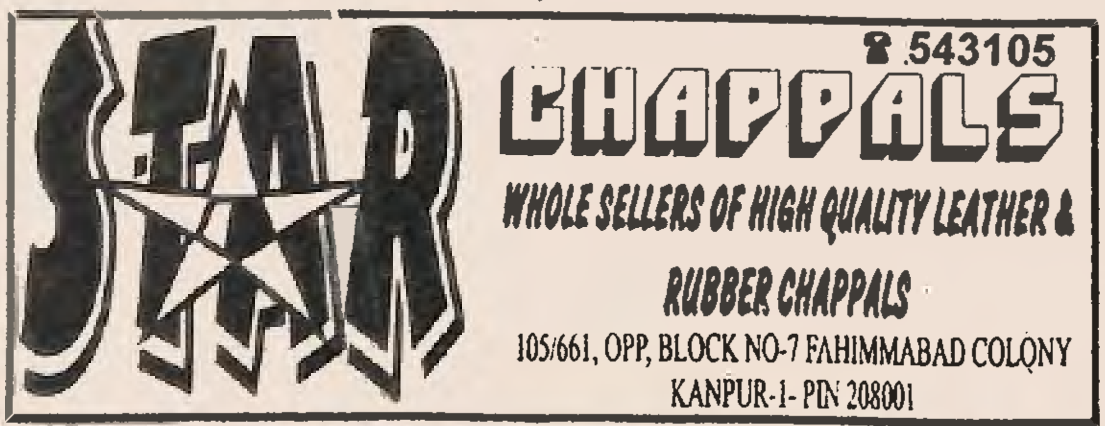

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105

01872- 20757

THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 THURSDAY, MAY 29 97 ISSUE NO 22

ہومیو پیتھی طریق علاج کے متعلّق آسان اور مُفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیو پیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر 29)

کروٹیلس ہری ڈس

CROTALUS HORRIDUS

(Rattle Snake)

یہ دوا ایک بہت ہی زہریلے اور خطرناک سانپ کے زہر سے تیار کی جاتی ہے جسے عرف عام میں Rattle Snake. کہتے ہیں، کیونکہ یہ اپنے جسم کو رگڑتا رہتا ہے جس سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ یہ سانپ دنیا کے اکثر و بیشتر ممالک میں پایا جاتا ہے خصوصا ریگستانی اور پتھریلے علاقوں میں جہاں نمک کی زیادتی ہوتی ہے۔ اسے نمدار گیلی جگہیں پسند ہیں وہاں آرام سے سویا رہتا ہے جب شکار پاس آئے تو اچانک اچھل کر حملہ کرتا ہے۔ اس کا زہر بہت جلد اثر دکھاتا ہے، مریض کی شکل سخت بھیانک اور خوفناک ہو جاتی ہے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے مر جاتا ہے۔

عموماً ہر قسم کے سانپوں کے زہر کے اثرات مزمن ہوتے ہیں اور بہار کے موسم میں اپنا اثر دکھاتے ہیں، سانپ بھی اسی موسم میں جاگتا ہے۔ سردیوں کے موسم میں آرام کرنے کے بعد تازہ دم ہو کر اٹھتا ہے تو بہت زہریلا ہو چکا ہوتا ہے۔ اس موسم میں اس کا زہر بھی جاگ اٹھتا ہے اور بار بار اثر دکھاتا ہے۔ بہار کے موسم میں وہ پرانے زخم بھی ہرے ہو جاتے ہیں جہاں کبھی سانپ نے کاٹا ہو اور وہ بیماریاں جو سانپوں کے زہر سے تعلق رکھتی ہیں سر اٹھانے لگتی ہیں مثلاً بہار کے موسم میں کئی قسم کی الرجیاں پیدا ہو جاتی ہیں جنکے علاج کے لئے لیکسز جو سانپ کے زہر سے تیار کی جانے والی دوا ہے فائدہ مند ہوتی ہے۔ یہ دوا ہر ایک مریض میں یکساں طور پر کام نہیں کرتی بعض اور دواؤں کی ضرورت بھی پیش آتی ہے۔ الیومنا اور سیباڈیلا کے علاوہ کروٹیلس بھی مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

کروٹیلس کا اثر جگر پر بہت نمایاں ہے اگر یرقان کی علامتیں تیزی سے بڑھ رہی ہوں تو یہ دوا اللہ کے فضل سے بہت جلد اثر دکھاتی ہے۔ اس کی ایک اور علامت یہ ہے کہ مریض حد سے زیادہ نروس ہو جاتا ہے، جسم کانپتا ہے۔ زبان بھی باہر نکالتے وقت کانپتی ہے۔ معمولی حرکت سے تھکاوٹ ہو جاتی ہے، قلبی کمزوریاں نمایاں ہو جاتی ہیں، خون کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور ہر اس جگہ سے نکلتا ہے جہاں بیرونی جلد اور اندرونی جھلیوں کے جوڑ آپس میں ملتے ہیں۔ اس کی امراض اچانک بڑھ جاتی ہیں مثلاً فالج کا اچانک حملہ ہو یا کہیں سے خون بہنے لگے۔ یہ خون سیاہی مائل اور مائع کی صورت میں ہوتا ہے جمتا نہیں ہے۔

اس دوا میں مریض کی ذہنی کیفیات بہت عجیب و غریب ہو جاتی ہیں۔ ہذیان بکنے اور بڑبڑانے کا رحجان ہوتا ہے، مزاج میں تیزی پائی جاتی ہے۔ اگر اس سے کوئی بات شروع کریں تو وہ فوراً بات کاٹ دے گا، کسی کو بات نہیں کرنے دیتا اور سب باتیں خود سنائے گا اور وہ یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی موجودگی میں کوئی اور بات کر سکے۔ اپنی طرف سے فرضی بات بنا لے گا لیکن دوسرے کی بات ضرور کاٹے گا۔ بہت زیادہ بولنے کی عادت لیکسز کے مریض میں بھی پائی جاتی ہے اور اس کی باتیں بے ترتیب اور الجھی ہوئی ہوتی ہیں۔ کروٹیلس کا مریض بہت تیزی سے بولتا ہے اور کہانیاں بناتا چلا جاتا ہے لیکن ذہنی لحاظ سے اتنا پرجوش نہیں ہوتا۔ سستی اور غنودگی نمایاں ہوتی ہے، موت کا خوف اور رونے کی طرف رحجان، ٹھنڈے پسینے آتے ہیں۔ سر درد اور چکر ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ اگر آرام کرے تو سر میں درد ہونے لگے گا اور حرکت سے چکر آتے ہیں۔ سونے سے تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ خصوصیت سے سر درد میں بہت شدت پیدا ہو جاتی ہے اور بعض اوقات درد کی وجہ سے مریض کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ سر اٹھانے سے تکلیف میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے، درد کی لہریں سر کے پچھلے حصہ سے آگے کی طرف آتی ہیں۔ بہت کمزوری ہوتی ہے۔

جب بھی کسی خاص مرض کا حملہ ہو تو جسم پر موجود زخموں سے کالے رنگ کا بدبودار خون بہنے لگتا ہے۔ خاص طور پر بہار کے موسم میں یہ کیفیت پیدا ہو تو کروٹیلس ہی دوا ہے۔ شوگر کی وجہ سے گردن اور کمر وغیرہ پر کاربنکل نکلتے ہیں اگر وہ تیزی سے پھیل کر جڑوں والے پھوڑوں کی شکل اختیار کر لیں اور اردگرد ورم ہو جائے تو کروٹیلس مفید ہے۔ ایسے کاربنکل میں آرسنک اور اینتھریسینم بھی مفید ہے۔ اگر عورتوں کو حمل کے دوران ٹائیفائیڈ ہو جائے جس کی وجہ سے حمل ضائع ہو جائے تو یہ دوا بعد میں پیدا ہونے والی علامتوں میں مفید ہوتی ہے۔

کروٹیلس میں بعض اوقات بہت زیادہ نیند آتی ہے یا پھر نیند بالکل اڑ جاتی ہے، اور یہ دونوں کیفیات آپس میں ادلتی بدلتی رہتی ہیں۔ سخت غنودگی کی حالت میں اٹھا نہیں جاتا لیکن جب آنکھ کھل جائے تو پھر نیند نہیں آتی۔

اس دوا میں اور دیگر سانپوں کے زہر میں ایک بات مشترک ہے کہ مریض مختلف قسم کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہوتا ہے کسی پر بھروسہ نہیں کرتا اور یہ سمجھتا ہے کہ کوئی اسے زہر دے دے گا۔ مریض کو الکحل اور شراب پینے کی شدید خواہش ہوتی ہے۔ عادی شرابیوں کی عادت چھڑوانے کے لئے سلفیورک ایسڈ بہترین دوا ہے۔ ایک قطرہ ایک گلاس بھر پانی میں ڈال کر دن میں تین دفعہ پلانے سے نمایاں فرق پڑتا ہے۔ اگر مریض بہت موٹا ہو اور چربی کی تہیں چڑھی ہوں اور اسے تیز مصالحوں والی چیزوں کا جنون ہوتا ہے اور شراب کی عادت ہو تو ایسے مریضوں کے لئے کروٹیلس بہت مفید دوا ہے۔

کروٹیلس کے مریض کی آنکھیں زرد ہوتی ہیں اور آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ جاتے ہیں، آنکھوں میں ایسی جلن اور درد ہوتا ہے جیسے کسی نے چاقو سے زخمی کردیا ہے، خون بہنے کا رحجان بھی ہوتا ہے۔ نظر دھندلا جاتی ہے، بہت دفعہ شدید کمزوری سے بینائی جاتی رہتی ہے۔ روشنی ناقابل برداشت ہوتی ہے۔

کانوں سے بھی خون بہتا ہے، دایاں کان بند ہو جاتا ہے اعصابی کمزوری سے بہرہ پن بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ کان میں تکلیف کی وجہ سے چکر آتے ہیں، کان میں ہلکا ہلکا درد اور دھڑکن کا احساس آوازوں اور شور سے زود حسی بڑھ جاتی ہے۔ کروٹیلس میں ناک سے بھی خون ملی ہوئی رطوبت کا اخراج ہوتا ہے۔ نکسیر بھی بہتی ہے خون کا رنگ سیاہ اور دھاگے کی طرح بٹا ہوا ہوتا ہے۔ ہونٹ متورم اور بے حس ہو جاتے ہیں۔ چہرہ بھی زرد اور متورم ہو جاتا ہے۔ زبان اور گلے میں خشکی کی وجہ سے بولنا مشکل ہوتا ہے، ٹھوس چیز نگلتے ہوئے تکلیف ہوتی ہے، زبان سرخ خشک اور سوجی ہوئی ہوتی ہے۔ زبان کا کینسر جس کے ساتھ جریان خون بھی ہو تو کروٹیلس اس کی بہترین دوا ہے۔

کروٹیلس کا مریض معدہ کے گرد کسی قسم کا کپڑا برداشت نہیں کر سکتا۔ کوئی چیز معدے میں نہیں ٹکتی اور شدید قے آ جاتی ہے۔ صفراوی مادے نکلتے ہیں، خون کی قے بھی آتی ہے۔ معدہ میں خالی پن کا احساس ہوتا ہے۔ مریض کو یا تو قبض ہوگی یا دست شروع ہو جائیں گے سیاہ پتلی متعفن اجابت جس میں خون کی آمیزش بھی ہوتی ہے۔ سرخ یا زردی مائل پیشاب آتا ہے۔ گردے متورم ہوتے ہیں۔ جگر کے مقام پر درد ہوتا ہے۔ دل میں بھی کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ دھڑکن تیز ہو جاتی ہے نبض عموماً تیز ہوتی ہے یا بہت کمزور پڑ جاتی ہے۔ جوڑوں میں درد بھی کروٹیلس کی علامت ہے۔ غدود متورم ہو جاتے ہیں، ہاتھ پاؤں سوج جاتے ہیں، پاؤں کی انگلیوں میں اینٹھن اور درد ہوتا ہے۔ کھلی ہوا میں سر اور معدے کی تکلیفیں آرام پاتی ہیں جبکہ کھانسی شروع ہو جاتی ہے تمام جسم میں لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ جلد میں زردی نمایاں ہوتی ہے، بہت حساس ہو جاتی ہے اور پھوڑے نکلنے کا رحجان ہوتا ہے۔ چہرہ بے رنگ زردی مائل ہوتا ہے، ایک خاص علامت یہ ہے کہ اگر کسی لڑکی کو حیض کا خون جاری نہ ہو اور مونہہ دانوں سے بھر جائے تو کروٹیلس خاص دوا ہے جو حیض کو دوبارہ جاری کر کے چہرے کی طرف خون کے دباؤ کو نارمل کر دیتی ہے۔

کروٹیلس صرف عارضی اثر رکھنے والی دوا نہیں ہے بلکہ مزمن بیماریوں کے اثرات میں بھی مفید ہے۔ اگر تمام اعصابی نظام بگڑنے کے نتیجہ میں جسم کمزور ہو جائے، ہاتھ پاؤں کانپنے لگیں اور نسبتاً بڑی عمر کے مریضوں کو رعشہ ہو جائے تو اس میں کروٹیلس مفید ہے بلکہ لازم دوا بن جاتی ہے۔

کروٹیلس میں دائیں طرف سونے سے تکلیفیں بڑھتی ہیں۔ معدے اور پیٹ میں شدید ٹھنڈ کا احساس ہوتا ہے جیسے کسی نے برف رکھ دی ہو۔ یہ احساس انتڑیوں یا معدے میں کینسر کے آغاز کی علامت بھی ہوتا ہے۔ اگر وقت پر کروٹیلس دی جائے تو شفا ہو سکتی ہے لیکن اگر دیر ہو جائے تو پھر فائدہ تو ضرور پہنچاتی ہے لیکن مریض کو پوری طرح بچا نہیں سکتی۔ ایسی علامتوں پر نظر رکھنی چاہئے جہاں ظاہر ہوں وہاں فوراً صحیح دوا دے دیں تو مزید پیچیدگیاں پیدا نہیں ہونگی۔

کروٹیلس پیٹ کی ہوا اور معدے کے السر میں بھی مفید ہے۔ اگر رحم میں کینسر ہو اور شدید خون بہہ رہا ہو تو کروٹیلس سے مکمل شفا ممکن ہے۔ ایسی مریضہ کے چہرے پر زردی چھا جاتی ہے اور وہ یرقان کی مریضہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ خاص علامت ہے جس سے کروٹیلس کی پہچان ممکن ہے۔ دل میں کمزوری بھی کروٹیلس کی خاص علامت ہے۔ یہ بات سانپ کے تقریباً سب زہروں میں پائی جاتی ہے۔ خصوصاً حیض کے دنوں میں دل کانپتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ ہاتھ بھی کانپتے ہیں اور سوج جاتے ہیں ٹانگیں سن ہو جاتی ہیں۔ بائیں جانب فالج کا امکان ہوتا ہے۔ حیض دیر تک جاری رہتا ہے شدید درد جو ٹانگوں تک پھیلتا ہے معدہ میں بھی نقاہت کا احساس ہوتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد بدبودار خون کا اخراج اور رحم باہر نکلتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ شدید کھنچاؤ اور درد مریضہ ٹانگوں کو بے چینی اور تکلیف کی وجہ سے مسلسل ہلاتی رہتی ہے۔

کروٹن ٹگلیم

CROTON TIGLIUM

(Crolon Oil Seed)

جمالگوٹہ بہت مشہور دست آور دوا ہے۔ یکایک دست شروع ہو جاتے ہیں۔ پیٹ میں درد اور مسلسل حاجت ہوتی ہے جس کے بعد شدید کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ کروٹن کی جلدی علامات رسٹاکس سے ملتی جلتی ہیں۔ رطوبت سے بھرے ہوئے چھالے نکلتے ہیں، خارش کے ساتھ جلن ہوتی ہے۔ کروٹن اور رسٹاکس میں ایک فرق یہ ہے کہ رسٹاکس میں جب ایک جگہ سے ایگزیما ختم ہو جائے وہاں صحت مند جلد نکل آتی ہے اور دوبارہ وہاں چھالے نہیں بنتے کسی اور جگہ ممکن ہے کہ ایگزیما ہو جائے لیکن کروٹن میں اسی جگہ جہاں جلد صحتیاب ہو چکی ہو دوبارہ چھالے نکل آتے ہیں اور بہت ضدی اور چمٹ جانے والا ایگزیما بن جاتا ہے۔

رسٹاکس اور کروٹن میں انتڑیوں پر اثر بھی مشترک ہے۔ پرانی پیچش اور اسہال میں کروٹن بہت مفید ہے۔ اس کے اسہال کی ایک خاص پہچان ہے جو اسے رسٹاکس اور دوسری اسہال کی ادویہ سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ کہ کروٹن کے اسہال اچانک بہت زور سے شروع ہوتے ہیں۔ بچوں کو دودھ پیتے ہی اسہال آنے لگیں تو کروٹن ضروری دوا ہے۔ اسی تعلق میں دوسری علامت یہ ہے کہ کھانا کھاتے ہی اسہال کی حاجت ہو تو کروٹن دوا ہے۔ ارجنٹم نائیٹرکم اور بعض اور دواؤں میں بھی یہ علامت پائی جاتی ہے لیکن اچانک زوردار اسہال آئے تو اس کی کروٹن ہی دوا ہے۔ کروٹن کی متلی اپی کاک سے مشابہہ ہے۔ اپی کاک میں صرف متلی ہوتی ہے قے نہیں آتی اس لئے اسے عموماً سفر کی دواؤں میں شامل کیا جاتا ہے کہ متلی شروع ہی نہ ہو ورنہ وہ متلی جو الٹی پر منتج ہو اور بار بار ہو اس کی اپی کاک دوا نہیں ہے۔ کروٹن میں بھی متلی ہوتی ہے لیکن الٹی نہیں آتی مگر فرق یہ ہے کہ اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ کروٹن کی واضح علامت ہے۔

کروٹن میں پیٹ میں ہوا بھی ہوتی ہے اور انتڑیوں سے گڑگڑاہٹ کی آواز آتی ہے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اندر پانی بھرا ہوا ہے۔ معدہ میں بھوک اور خالی پن کا احساس ہوتا ہے۔ کروٹن میں جلد اور پیٹ کی علامتیں ایک دوسرے سے ادلتی بدلتی رہتی ہیں۔

کروٹن میں آنکھوں کی بھی ہر قسم کی تکلیفیں پائی جاتی ہیں۔ آشوب چشم، آنکھوں کی سرخی اور زخم، پپوٹوں پر دانے اور آبلے بن جائیں اور آنکھوں کی سوزش ہو تو کروٹن مفید دوا ہے۔ آنکھ کی یہ تکلیفیں اور دواؤں میں بھی پائی جاتی ہیں لیکن اگر آنکھ کی تکلیفوں کے ساتھ انتڑیوں کی سوزش بھی نمایاں ہو تو کروٹن ہی دوا ہے۔ کروٹن میں آنکھیں پیچھے کی طرف کھنچنے کی علامت بھی پائی جاتی ہے۔ بیلس (Bellis) میں یہ علامت نسبتاً وسیع بیماریوں کے دائرے سے تعلق رکھتی ہے یہاں تک کہ عورتوں کو سینے کی بیماریوں میں اندر دھاگے سے کھنچنے کا احساس ہوتا ہے اور شدید درد ہوتا ہے جس سے رات کو سونا دشوار ہو جاتا ہے۔ کروٹن اور بیلس میں یہ فرق ہے کہ بیلس میں اسہال کی علامت نہیں ہوتی لیکن کروٹن میں اسہال کی علامت عموماً پائی جاتی ہے اور دھاگے کی طرح اندر کھنچاؤ کا احساس ہوتا ہے۔ یہ احساس پلمبم میں بھی پایا جاتا ہے۔

کروٹن کی بچوں کے ایگزیما خصوصاً سر کے ایگزیما میں سیپیا سے بہت مشابہت ہے۔ اگر بچے میں کروٹن کی علامتیں پائی جائیں تو پھر کروٹن سے ہی ایگزیما ٹھیک ہوگا، سیپیا کی ضرورت نہیں ہوگی۔ بچوں کی شیرخوارگی کے زمانے میں سر پر ایک خشک سی تہہ بن جاتی ہے اس میں سیپیا زیادہ مفید ہے۔

بعض دوائیں ایسی ہیں جن کا آلات تناسل کے ایگزیموں سے تعلق ہے ان میں وہ نمایاں کردار ادا کرتی ہیں، کروٹن، رسٹاکس اور ایک ایناگیلس کے علاوہ کبھی کبھی گریفائٹس بھی اس تعلق میں استعمال ہوتی ہے۔ کروٹن کے ایگزیما کا سر اور چہرے سے تعلق ہے اور اس کے چھالے رسٹاکس سے چھوٹے ہوتے ہیں اور پانی بھی رسٹاکس کے مقابلہ میں کم بہتا ہے۔ کروٹن اور رسٹاکس ایک دوسرے کے اثر کو بھی زائل کرتی ہیں (اینٹی ڈوٹ کرتی ہیں)۔ اگرچہ رسٹاکس میں اسہال کی علامتیں نہیں ملتیں، اگر اسہال کی علامتیں موجود ہوں تو کروٹن کے اثر کو پوڈوفائیلم زائل کرتی ہے۔ پوڈوفائیلم میں بھی زوردار پچکاری کی طرح اسہال آتے ہیں۔ اگر یہ علامت ملتی ہو تو پوڈوفائیلم کروٹن کا اینٹی ڈوٹ ہے۔ اگر خارش کی علامت نمایاں ہو تو رسٹاکس کروٹن کی مصلح (اینٹی ڈوٹ) دوا ہے۔

ہاتھ کی ہتھیلیوں میں خارش کے لئے اینا گیلس بہترین دوا ہے۔ رسٹاکس بھی ہاتھوں کے ایگزیما میں اچھی دوا ہے۔ دونوں دواؤں میں ایک نمایاں فرق جلن کا ہے۔ رسٹاکس کی جلن کی کوئی اور مثال نہیں ملتی۔ اس میں شدید جلن ہوتی ہے۔ اینا گیلس میں ایگزیما عین اسی جگہ دوبارہ اٹھتا ہے جہاں پہلے ہوتا ہے۔ اینا گیلس کی چند خوراکیں بیماری کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہیں۔

کروٹن کی تکلیفیں گرمی کے موسم میں بڑھ جاتی ہیں۔ مریض بے سکون، پریشان اور غمگین رہتا ہے۔ پیشانی میں شدید دباؤ اور درد ہوتا ہے، سر میں بھاری پن اور چکر آتے ہیں۔ کھانسی کے ساتھ دمہ کا دورہ ہو جاتا ہے، مریض کے تکیہ پر سر رکھتے ہی کھانسی شروع ہو جاتی ہے۔ مریض لیٹ نہیں سکتا اور گہرا سانس لینا ناممکن ہو جاتا ہے۔

اگر کان بہتے ہوں اور شدید خارش ہو تو کروٹن کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ غذا کی نالی میں جلن بھی کروٹن کی خاص علامت ہے۔ معدے میں کمزوری کا احساس ہوتا ہے۔

کروٹن میں رات کے وقت جھاگدار اور نارنجی رنگ کا پیشاب آتا ہے جو ٹھہرا رہے تو چکنے ذرات سطح پر آ جاتے ہیں۔ دن میں پیشاب زردی مائل ہوتا ہے اور سفید ذرات پائے جاتے ہیں۔

کروٹن میں ذرا سی چیز کھانے سے، لمس سے رات کے وقت تکلیفوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔